﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۹ جمعۃ المبارک ۴/جنوری ۲۰۰۲ء شمارہ ۱
۱۹/شوال ۱۴۲۲ ہجری ☆ ۴/صلح ۱۳۸۱ ہجری شمسی

آنکھوں کی ٹھنڈک

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
”میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور ذکرِ الٰہی میرے دل کا پھل ہے“۔

(الشفاء۔قاضی عیاض جلداول صفحہ ۸۲)

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مؤاصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۱۶/ رمضان المبارک ۲۰۰۱ء (بروز اتوار) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۶۵ تا ۱۷۷ کے درس کا خلاصہ

(قسط نمبر ۶)

لندن۔(۱۶/رمضان المبارک۔ ۲/دسمبر ۲۰۰۱ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا ۱۶واں روزہ اور اتوار کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۶۵ تا ۱۷۷ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم اور مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

آیت ۱۶۵ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مضمون سادہ عام فہم ہے۔ برائی سے روکنا بہت ہی اہم ہے۔ بعض لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور برائی سے روکتے نہیں حالانکہ اگر برائی سے روکا نہ جائے تو وہ کھل کھیلتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک کشتی کے سواروں کی مثال دی ہے جو اوپر کی منزل کے تھے انہیں معلوم ہوا کہ نچلی منزل والے اس میں سوراخ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں کیا اور نچلی منزل والوں کو روکا نہیں۔ جب انہوں نے سوراخ کر دیا تو اوپر کی منزل والے بھی ہلاک ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے بڑی حکمت سے یہ مضمون سمجھایا ہے کہ جو برائی سے روکتے نہیں وہ خود بھی ہلاک ہو جاتے ہیں۔

آیت ۱۶۷: ﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾ جب پھر بھی انہوں نے نافرمانی کی جس سے ان کو روکا گیا تھا تو ہم نے انہیں کہا تم ذلیل بندر بن جاؤ۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ مفردات امام راغب میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ“ اس حصہ آیت کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ ان کی ظاہری صورتیں بندروں جیسی بنادی گئی تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سابقہ صورت درست نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاق بندروں جیسے بنادئے تھے۔ خواہ ان کی شکلیں بندروں جیسی نہیں تھیں۔ (مفردات)۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ دوسری بات درست ہے۔ اصل میں ان کے اخلاق بندروں جیسے بنادئے گئے تھے۔ وہ شریعت کی نقالی کرنے والے رہ گئے تھے، شریعت پر عمل کرنے والے نہیں تھے۔

باقی اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں

’السَّلَام‘ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ وہ ہر عیب اور نقص اور فنا سے محفوظ ہے اور سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔

اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ نہ کرو۔

اپنی عید کی خوشیوں میں اپنے غریب بھائیوں کو ضرور شامل کریں۔

(خلاصہ خطبہ عیدالفطر ۱۷/دسمبر ۲۰۰۱ء)

(لندن، ۱۷/دسمبر) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں عید الفطر پڑھائی اور خطبہ عید ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ تمام دنیا میں براہ راست نشر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ آج کا خطبہ خدا تعالیٰ کی صفت ”السلام“ کے متعلق ہوگا۔ حضور نے سب دنیا کے احمدیوں کو السلام علیکم کہتے ہوئے پہلے لفظ سلام کے لغوی معنی بیان فرمائے کہ اس کا مطلب ہے ہر قسم کی ظاہری، باطنی آفات سے مبرّا ہونا۔ ’السلام‘ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے کیونکہ وہ ہر عیب اور نقص اور فنا سے محفوظ ہے اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان و ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے اور کوئی شخص حقیقی طور پر اس لقب سے ملقب نہیں ہو سکتا جب تک اپنی تمام خواہشوں کو خدا کے حوالہ نہ کر دیوے۔ اسی

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پرملاحظہ فرمائیں

جس پر خدا کی طرف سے سلام نہ ہو اس پر بندے ہزار سلام کریں وہ اس کے کسی کام نہیں آ سکتے

صرف قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جس میں سب مرسلین پر سلام بھیجا گیا ہے۔

قرآن نہ صرف سابقہ انبیاء کی تصدیق کرتا ہے بلکہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتا چلا جاتا ہے

جو شخص ظلم اور تعدّی اور فسق و فجور میں حد سے آگے بڑھتا ہے اسے اسی جگہ سزا دی جاتی ہے

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے صفت سلام کے مخلف پہلوؤں کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۱/دسمبر ۲۰۰۱ء)

(لندن ۲۱/دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی صفت سلام سے متعلق جو خطبات کا سلسلہ جاری تھا یہ اس کی آخری قسط ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے حسب معمول قرآنی آیات، احادیث نبویہ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ارشادات کے حوالہ سے اس صفت کے مختلف

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پرملاحظہ فرمائیں

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

لفظ﴿خَاسِئِین﴾ کی حل لغت کے تحت حضور نے بتایاکہ خَسَأْتُ الْکَلْبَ فَخَسَأَ کے معنی ہیں مَیں نے کتے کو دھتکارا تو وہ دور ہو گیا۔ اور کسی کو دھتکارنے کے لئے عربی میں اِخْسَأْ کہا جاتا ہے۔......اسی سے خَسَأَ الْبَصَرُ کا محاورہ ہے۔(مفردات امام راغب)

علامہ ابن جریر اس آیت کی تفسیر کے تحت تحریر کرتے ہیں: "اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ جب انہوں نے اِتراتے ہوئے سبت کے بارہ میں جس اَمر سے انہیں روکا گیا تھا وہ کیا اور اس چیز کو حلال جانا جس کو ان پر حرام کیا گیا تھا یعنی سبت کے روز مچھلی کا شکار کرنا اور اسے کھانا اور وہ اس حرام فعل میں منہمک ہو گئے تو ہم نے انہیں کہا﴿ کُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِیْن﴾ یعنی خیر سے محروم ہو جاؤ"۔

اسی طرح لکھا ہے کہ مجاہد حضرت ابن عباس سے آیت﴿حَاضِرَةَ الْبَحْرِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ سبت کے دن ان پر مچھلیاں پکڑنا حرام کیا گیا تھا جبکہ مچھلیاں ان کی آزمائش کی خاطر سبت کے روز ان کے پاس گروہ در گروہ آتی تھیں اور باقی دنوں میں نہیں آتی تھیں سوائے اس کے کہ وہ کوشش کر کے ان کا شکار کرتے۔ یہ ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے بطور ابتلا تھا۔ پس انہوں نے گناہ کرتے ہوئے سبت کو حلال قرار دے کر اسے اختیار کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کہا﴿کُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِیْن﴾ کہ تم بندر بن جاؤ۔ البتہ ان میں اس گروہ کو مستثنیٰ قرار دیا جنہوں نے زیادتی نہیں کی تھی اور انہیں سبت کے بارہ میں زیادتی کرنے سے روکا تھا اور ان میں سے بعض نے بعض کو کہا تھا کہ ﴿لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا﴾ کہ تم اس (بری) قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو"۔(تفسیر طبری)

ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہود کو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے سبب سے مسخ کر دیا۔ پھر فرماتے تھے ایسے لوگ دنیا کے پردہ پر تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہتے تھے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب ابن عباس کا نام آتا ہے تو مفسرین چپ کر جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خاص دعا دی تھی مگر یہ تحقیق نہیں کرتے کہ ابن عباسؓ نے بات کی بھی ہے یا نہیں۔ محققین نے بیان کیا ہے کہ ان کا ایک غلام تھا جو بہت چھوٹا تھا اور اس نے بہت سی باتیں ان کی طرف منسوب کی ہوئی ہیں جو انہوں نے کہی ہی نہیں تھیں۔ یہ بھی ایسی ہی باتوں میں سے ہے جس کے متعلق مفسرین درایت سے کام نہیں لیتے۔ پھر لکھا ہے کہ "مجاہد جو تابعین میں سے ہیں وہ کہتے ہیں مُسِخَتْ قُلُوْبُھُمْ وَلَمْ یُمْسَخُوْا قِرَدَةً وَاِنَّمَا ھُوَ مَثَلٌ ضَرَبَہُ اللّٰہُ لَھُمْ"۔(ابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۷۹ ،نیز درّ منثور) یعنی ان کے دل مسخ کر دئے گئے تھے وہ خود مسخ نہیں کئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بات صرف ایک مثال کے طور پر بیان فرمائی ہے۔ ابوعالیہ کہتے ہیں کہ ﴿ قِرَدَةً خَاسِئِیْنَ﴾ کے معنے اَذِلَّةً صَاغِرِیْن کے ہیں یعنی ذلیل و رسوا"۔

آیت ۱۶۸: ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْھِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ یَّسُوْمُھُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ. اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ . وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ اور (یاد کرو) جب تیرے رب نے یہ اعلان عام کیا کہ وہ ضرور ان پر قیامت تک ایسے لوگ مسلط کرتا رہے گا جو انہیں سخت عذاب دیتے رہیں گے۔ یقیناً تیرا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے حالانکہ وہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس کے تحت ﴿ یَسُوْمُھُم﴾ کی حل لغت پیش کرتے ہوئے فرمایا: اَلسَّوْمُ کے معنی کسی چیز کی طلب میں جانے کے ہیں۔ پس اس کا مفہوم دو اجزاء سے مرکب ہے یعنی طلب اور جانا، پھر کبھی صرف ذِھَابٌ یعنی چلے جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے سَامَتِ الْاِبِلُ کے معنی ہیں اونٹ چراگاہ میں چرنے کے لئے چلے گئے۔ اور ان اونٹوں کو جو باہر چرنے جاتے ہیں سَائِمَةٌ کہا جاتا ہے اور کبھی صرف طلب کے معنی پائے جاتے ہیں جیسے سُمْتُ کَذَا کے معنی ہیں مَیں نے فلاں چیز طلب کی"۔(مفردات امام راغب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "خدا نے یہود کے لئے ہمیشہ کے لئے یہ وعدہ کیا ہے کہ ایسے بادشاہ ان پر مقرر کرتا رہے گا جو انواع و اقسام کے عذاب ان کو دیتے رہیں گے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑی وجہ یہود کے مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ ہونے کی یہی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سخت ایذا دی، ان کی تکفیر کی، ان کی تفسیق کی، ان کی توہین کی، ان کو مصلوب قرار دیا تا وہ نعوذ باللہ لعنتی قرار دئے جائیں اور ان کو اس حد تک دُکھ دیا کہ حسب منطوق آیت ﴿وَقَوْلِھِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُھْتَانًا عَظِیْمًا﴾ (النساء:۱۵۷) ان کی ماں پر بھی سخت بہتان لگایا۔ غرض جس قدر ایذاء کی قسمیں ہو سکتی ہیں کہ تکذیب کرنا ،گالیاں دینا اور افتراء کے طور پر کئی تہمتیں لگانا اور کفر کا فتویٰ دینا اور ان کی جماعت کو متفرق کرنے کے لئے کوشش کرنا اور حکام کے حضور میں ان کی نسبت جھوٹی مخبریاں کرنا اور کوئی دقیقہ توہین کا نہ چھوڑنا اور بالآخر قتل کے لئے آمادہ ہونا یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہود بد قسمت سے ظہور میں آیا۔ اور آیت ﴿وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ﴾ (آل عمران:۵۶) کو غور سے پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آیت ﴿ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ﴾ (البقرہ:۶۲) کی سزا بھی حضرت مسیح کی ایذا کی وجہ سے ہی یہود کو دی گئی ہے کیونکہ آیت موصوفہ بالا میں یہود کے لئے یہ دائمی وعید ہے کہ وہ ہمیشہ محکومیت میں جو ہر ایک عذاب اور ذلت کی جڑ ہے زندگی بسر کریں گے جیسا کہ اب بھی یہود کی ذلت کے حالات کو دیکھ کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب تک خدا تعالیٰ کا وہ غصہ نہیں اترا جو اس وقت بھڑکا تھا جب کہ اس وجیہ نبی کو گرفتار کرا کر مصلوب کرنے کے لئے کھوپری کے مقام پر لے گئے تھے اور جہاں تک بس چلا تھا ہر ایک قسم کی ذلت پہنچائی تھی اور کوشش کی گئی تھی کہ وہ مصلوب ہو کر توریت کی نصوص صریحہ کے رو سے ملعون سمجھا جائے اور ان کا نام ان میں لکھا جاوے جو مرنے کے بعد تحت الثریٰ کی طرف جاتے ہیں اور خدا کی طرف ان کا رفع نہیں ہوتا"۔(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ۱۹۸تا ۲۰۰)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ میں ﴿مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ ﴾ فرمایا ہے وہاں فاعل نہیں فرمایا گیا۔ اس کا فاعل خدا بھی ہے اور لوگ بھی ہیں۔ یعنی وہ خدا کے غضب کے نیچے ہمیشہ رہیں گے اور لوگوں کا غضب بھی انہیں ملتا رہے گا۔ یہ آیت قرآن کی صداقت پر صراحت سے گواہ ہے۔ یہود پر جرمنی میں جو ظلم ہوئے وہ عیسائیوں کی طرف سے ہوئے۔ کہتے ہیں چھ ملین یہود دردناک طریق پر مارے گئے۔ اس سے پہلے انگلستان پر بھی یہود نے قبضہ کیا ہوا تھا اور یہاں بھی بہت بری طرح مارے گئے۔ جرمنی کے بعد امریکہ پر ان کا قبضہ ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ کا دارالخلافہ واشنگٹن نہیں بلکہ تل ابیب ہے۔ تو یہ ساری باتیں اپنے وقت پر پوری ہو کر رہیں گی۔ احادیث کی رو سے ایک وقت آنے والا ہے کہ یہودی چٹان کے پیچھے بھی پناہ لیں گے تو وہ پناہ نہیں دے گی۔ چٹان سے مراد بڑی طاقتور قوم ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ قرآن کی ساری پیشگوئیاں پوری ہوتی رہی ہیں اور یہ پیشگوئی پوری نہ ہو۔ قرآن مجید میں یہ بھی ہے کہ ان کو اکٹھا کر کے لایا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب تک کی ساری باتیں پوری ہوئیں تو یہ کیسے رہ جائے گی۔ تو جب تباہی آئے گی ہم لوگ زندہ رہیں یا نہ رہیں مگر ہماری نسلیں دیکھیں گی کہ یہود پر بہت زبردست ایک عالمگیر تباہی آنے والی ہے۔

آیت ۱۶۹: ﴿وَقَطَّعْنَاھُمْ فِی الْاَرْضِ..........الخ﴾ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ "اس سے مراد وہ قوم ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھی کیونکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا تھا جو حق کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا تھا۔ ابن عباسؓ اور مجاہد نے کہا ہے کہ اس آیت میں ﴿مِنْھُمُ الصَّالِحُوْنَ﴾ سے مراد وہ افراد ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کو پایا اور آپ پر ایمان لائے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ لیکن پہلی بات درست ہے کہ حضرت موسیٰ کی قوم میں بھی تو صالح لوگ تھے۔ صرف وہی لوگ مراد نہیں جو رسول اللہ کے زمانے میں صالح ہو چکے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہمیشہ سے یہود میں کچھ لوگ ایسے تھے جو اپنی بد حالت پر قائم رہے اور ہر فرقے میں نیک اور پاک لوگ بھی شامل رہے جو ہمیشہ برائیوں سے روکتے بھی تھے۔

علامہ ابو عبداللہ قرطبی ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَقَطَّعْنَاھُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم نے انہیں مختلف ممالک میں پراگندہ کر دیا اور یہاں یہ بھی مراد ہے کہ ان میں ایسی نا اتفاقی پیدا ہو گئی ہے کہ وہ کبھی کسی بات پر متفق نہیں ہوتے۔ ﴿مِنْھُمُ الصَّالِحُوْنَ﴾ سے مراد وہ ہیں جو ان میں سے محمد ﷺ پر ایمان لے آئے تھے اور وہ بھی مراد لئے جا سکتے ہیں جو موسوی شریعت کے منسوخ کئے جانے سے پہلے پہلے وفات پا گئے یا پھر اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو چین سے پرے رہتے ہیں"۔(تفسیر قرطبی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں جو قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ﴿جِئْنَا بِکُمْ لَفِیْفًا﴾ وہی اصل بات ہے۔ دور دور کے ملکوں سے خدا انہیں گھیر کر لایا تا کہ اگر انہوں نے پھر برائی کا ارادہ کیا اور قوموں پر رحم نہ کیا اور ظلم کی طرف لوٹے تو ہم بھی تم سے انتقام کی طرف لوٹیں گے۔ ﴿اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا﴾۔

آیت ۱۷۰: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ..........الخ﴾ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری کی تفسیر بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ مذکور لوگوں کے بعد ایک اور نسل ان کی جانشین بنی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے۔ ﴿وَرِثُوْا الْکِتَابَ﴾ وہ کتاب کے وارث ہوئے یعنی تورات کے اور یہ کتاب بزرگوں کے گزرنے کے بعد ان کے ہاتھوں میں رہی۔ وہ اسے پڑھتے رہے اور اس میں مذکور اوامر و نواہی اور حلال و حرام سے آگاہی بھی حاصل کرتے رہے لیکن ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔ ﴿یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ ھٰذَا الْاَدْنٰی﴾ سے مراد دنیا اور اس کی متاع ہے جس سے انسان عارضی طور پر فائدہ اٹھاتا ہے۔(تفسیر کشاف)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اور ان کے بعد ان کے ایسے جانشین اور کتاب کے وارث ہوئے جو رشوت کے طور پر اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے کیا پڑا ہے؟ ہم بخشے جائیں گے"۔

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۰)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ دونوں میں

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

الہام کلام اس کا

{"کلام طاہر" کی اشاعت کے دوران موصول ہونے والے
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ارشادات}

(امتہ الباری ناصر۔ کراچی)

آج جو شاہکار آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں وہ کچھ ٹکڑوں کو جوڑ کر بنا ہے۔ ہر ٹکڑا سیدی و آقائی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تخلیق ہے۔ مَیں نے صرف انہیں ترتیب دے کر فریم کیا ہے۔ یہ میرے پاس ایک امانت تھی جو اس کے حقداروں یعنی ساری جماعت کو ادا کر رہی ہوں۔

پس منظر یہ ہے کہ ۱۹۹۱ء میں 'کلام طاہر' دیکھ کر خیال آیا کہ طباعت شایانِ شان نہیں ہے۔ چھوٹی سے پتلی سی کتاب، کتابت کی غلطیاں، نظمیں نامکمل، سرورق پر دھندلی تصویر۔ یہ کتاب تو اس سے بہت بہتر طریق پر شائع ہونی چاہئے، کیوں نہ لجنہ کراچی یہ کام کرلے۔ اپنی رفیقۂ کار مسز برکت ناصر سے مشورہ کیا تو وہ اچھل پڑیں۔ ہم نے دعا کی اور حضور پُر نور سے اجازت حاصل کرنے کے لئے خط لکھ دیا۔ ۲۲/مارچ ۱۹۹۲ء کا تحریر کردہ مکتوب موصول ہوا:

"آپ نے جو کلام طاہر کے متعلق لکھا ہے اس پر آپ کا شکریہ۔ اس میں کئی جگہیں ایسی ہیں جن میں ابھی تک پوری تسلی نہیں۔ شاید کسی وقت اصلاح کا موقع مل جائے۔ لیکن آپ کے نزدیک کوئی غلطی رہ گئی ہے تو اس کی طرف بھی متوجہ کریں اس کو بھی ٹھیک کرلیں گے اور پھر انشاء اللہ چھپوانے کی اجازت بھی دی جاسکتی ہے۔ کچھ پرانی نظموں میں سے بھی ایک آدھ شامل کی جاسکتی ہے"۔

خاکسار نے سرخوشی میں چند کتابت کی غلطیاں لکھیں اور کچھ اشعار پر نظرِ ثانی کی درخواست کی۔ مقصد صرف یہ تھا کہ بات آگے بڑھے اور حضور اپنے کلام پر نظرِ ثانی کا کام شروع فرماویں۔ حضور پر نور کا پذیرائی کا مکتوب ملا:

"آپ کا خط ملا۔ نثر میں ایسے لطیف اور اعلیٰ پائے کے شعر بہت کم پڑھنے میں آتے ہیں جیسے آپ کا یہ خط ہے۔ بعض چھوٹے چھوٹے لطیف اشاروں کے ساتھ بعض مضامین پر ایسے عمدہ تبصرے آپ نے کئے ہیں جیسے کسی خوبصورت سیر گاہ میں جاتے ہوئے انسان کبھی دائیں کبھی بائیں قابلِ دید مقامات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کو یہ خوب فن عطا ہوا ہے۔ اللہ آپ کی ذہنی قلبی صلاحیتوں کو اور بھی چمکائے اور روشن تر فرمائے۔ خلاصہ آخری بات کا یہی ہے کہ اگر آپ متوجہ نہ کراتیں تو شاید اپنے کلام پر نظرِ ثانی کی توفیق ہی نہ ملتی۔ اور ملتی بھی تو بہت محنت کرنی پڑتی۔ آپ نے تو ایک ایک جگہ جہاں ضرورت تھی کہ توجہ کی جائے ہاتھ لگا لگا کر دکھا دی۔

امید ہے جب باقی مسودہ آئے گا تو پھر باقی کام بھی انشاء اللہ اسی طرح آسان ہو جائے گا۔ اب تو اس کی شدت سے انتظار ہے۔ ابھی تک تو آپ نے بھیجا ہی نہیں حالانکہ اب تک دیر کرنے کا دوش مجھ پر رہا..........

امید ہے جب آپ کلام شائع کرائیں گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مستند ہوگا اور وہ لوگ جو اپنی طرف سے نئے نئے نمونے شائع کراتے رہتے ہیں وہ سلسلہ اب ختم ہو جائے گا۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو"۔ (مکتوب ۲۸/فروری ۱۹۹۳ء)

☆......☆......☆......☆

فنِ شعر میں شوکتِ مضمون اور کیفیات کی لطافت کی اہمیت

جو مشورے حضور پُر نور کو بھجوائے تھے ان میں محترم محمد سلیم صاحب شاہجہانپوری کی آراء بھی شامل تھیں۔ حضور نے ہمیں فنِ شعر اور فنِ اصلاح، خاص طور پر اشعار میں مضامین کے بیان کی اہمیت سمجھائی۔ یہ اس لائق ہے کہ اعلیٰ پائے کی تنقیدی کتب میں جگہ پائے۔ آپ نے تحریر فرمایا:

"........... شعر کی دنیا اس سے زیادہ وسیع ہے کہ زبان درست ہو اور غلطیوں سے پاک ہو اور محاورہ ٹکسالی کا ہو اور اوزان کے لحاظ سے اور لفظوں کے استعمال کے لحاظ سے کلام نوکِ زبان پر بھاری نہ ہو۔ بعض اوقات صحتِ زبان اور صحتِ محاورہ کے تقاضے جذبات کی شدت کے اظہار اور اظہارِ حق سے متصادم ہو جاتے ہیں یعنی اظہارِ حق جس زبان میں ممکن ہو اس سے بہتر مرصع زبان میں مگر حق سے کچھ ہٹ کر ایک بات کی جاسکتی ہے۔ بعض دفعہ ممکن نہیں رہتا کہ بیک وقت کوئی اپنے متموّج جذبات اور سچائی اور گہرے درد کے تقاضے پورے کرتے ہوئے زبان کی صحت اور قاعدے قانون کی پابندی کا بھی حق ادا کر سکے۔ ایسی صورت میں کبھی کبھی کچھ نہ کچھ مروّج قاعدوں کو توڑنا بھی پڑتا ہے اور استثناء کی نئی کھڑکیاں کھولی جاتی ہیں۔ دنیا کے تمام چوٹی کے شعراء نے کیفیات کے اعلیٰ تقاضوں پر بارہا زبان دانی کی قیود کو قربان کیا ہے۔ شیکسپیر میں بھی یہ بات ملتی ہے اور غالب میں بھی۔ اور دیگر شعراء میں بھی اپنے اپنے مرتبہ اور اسلوب کے اعتبار سے کچھ نہ کچھ ایسی مثالیں دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اردو اور عربی کلام میں بھی یہی بالا اصول کار فرما ہے کہ شوکتِ مضمون اور کیفیات کی لطافت پر زبان دانی کے نسبتاً ادنیٰ تقاضوں کو قربان کیا جائے ......"۔ (مکتوب ۱۶/جنوری ۱۹۹۳ء صفحہ ۱)

☆......☆......☆......☆

آئینِ سخن اور آئینِ حق

اس ٹھوس تحریر کے ساتھ اسی مکتوب سے ایک ہلکا پھلکا ٹکڑا بھی پیش کرتی ہوں۔ انداز لطیف لیکن سبق بہت ثقیل۔ تحریر فرماتے ہیں:

"مکرم محترم سلیم صاحب شاہجہانپوری نے خوب لکھا ہے کہ آئینِ سخن میں اصلاح تجویز کرنا گستاخی شمار نہیں ہوتا، یہ بالکل درست ہے۔ اسی سے حوصلہ پا کر مَیں ان کی خدمت میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آئینِ سخن میں اصلاح قبول نہ کرنا بھی غالباً گستاخی شمار نہیں ہوگا۔ خصوصاً جبکہ پاسِ ادب رکھتے ہوئے احترام اور معذرت کے ساتھ ایسا کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آئینِ سخن ہی کی بات نہیں، آئینِ حق یعنی سچائی کے آئین میں بھی توازل سے یہی دستور چلا آرہا ہے کہ تصحیح گستاخی شمار نہیں ہوتی۔ نماز باجماعت میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی سبق ہمیں دیا ہے۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ طریق اصلاح کا سکھایا۔ سبحان صرف اللہ ہی کی ذات ہے"۔

(مکتوب ۱۶/جنوری ۱۹۹۳ء صفحہ ۲)

☆......☆......☆......☆

فلسفۂ اصلاح

اصلاح کے مشورے اور اصلاح قبول کرنے کے اختیار کے ساتھ آپ نے فلسفۂ اصلاح بھی سمجھایا۔ فرماتے ہیں:

"رہا فلسفۂ اصلاح تو میرے نزدیک ہر قادر الکلام استاد کا یہ حق تو ہے کہ کسی دوسرے کے شعر کی اصلاح کرے لیکن اصلاح کا حق صرف اتنا ہی ہے کہ اس مضمون کو تبدیل کئے بغیر جو شاعر بیان کرنا چاہتا ہے۔ بہتر الفاظ میں (زبان کے سُقم کو دور کر کے) بیان کرنے میں اس کی مدد کرے یا اگر طرزِ بیان بے جان ہے تو الفاظ کے تغیر و تبدل سے اسی مضمون میں جان ڈال دے مگر نیا مضمون داخل کرنے کو مَیں اصلاح نہیں سمجھتا، نہ ہی زبان کی اصلاح کرتے کرتے مضمون کا حلیہ بگاڑ دینا میرے نزدیک اصلاح میں داخل ہے"۔

(مکتوب ۱۶/جنوری ۱۹۹۳ء صفحہ ۳)

خاکسار تسلیم کرتی ہے کہ اپنی کم فہمی کی وجہ سے ذوقِ سلیم کی بلندیوں پر متمکن پیارے حضور کی کوفت کا سامان کیا۔ مگر یہ تو دیکھئے کہ اس معدنِ علم پر ہلکی سی دستک سے کیا کیا خزائن اُبل پڑے، کیسے کیسے ٹھنڈے میٹھے پانیوں کے چشمے جاری ہو گئے۔ ایک کوہِ وقار کے نہاں خانۂ دل کی کچھ کھڑکیاں کھل گئیں۔ پس میری کوتاہیوں سے صرفِ نظر کر کے اس سدابہار گلستان کی سیر کیجئے۔ فرماتے ہیں:

"......جو کام سالہا سال سے کرنے کو پڑا تھا مگر نہ وقت ملتا تھا نہ دماغ میسر آتا تھا وہ آپ نے آسان کر دیا۔ نشان لگا کر بھیج دئے اور پیچھے پڑ کر مجبور کر دیا کہ اب اس کام کو نہ ٹالو۔ حسنِ اتفاق سے مسودہ ملنے کا وقت بھی نہایت موزوں ثابت ہوا۔ چنانچہ کینیڈا سے واپسی پر ہالینڈ میں قیام کے دوران کچھ فرصت میسر آگئی اور اللہ کے فضل سے دو دن کے اندر ہی ان مقامات کی تصحیح کی توفیق مل گئی جن کے متعلق دیرینہ خلش تو تھی مگر وقت کے ہاتھوں مجبور تھا۔ یہی روک تھی کہ کبھی کسی کو کلام شائع کرنے کی اجازت نہیں دی اور جنہوں نے بلا اجازت شائع کیا انہوں نے نہ صرف اس حصے کو اسی طرح غلط شائع کر دیا جس پر مَیں نظرِ ثانی کرنا چاہتا تھا بلکہ سہوِ کتابت کی وجہ سے سُوءِ فہم کی بناء پر کلام میں مزید بہت سے سقم پیدا کر دئے۔ مثلاً اضافت کا غلط استعمال، الفاظ کی بے جا تکرار وغیرہ۔ جس نے مضمون بھی بگاڑا اور وزن بھی توڑا۔ علاوہ ازیں بعض الفاظ کا چھٹ جانا وغیرہ وغیرہ۔ اب ان سب جگہوں پر مَیں نے درستی کر دی ہے مگر یہ غلطیاں نہیں تھیں بلکہ کتابت یا ناشر کے فہم کا قصور تھا۔ لیکن اس قبیل کے قابلِ اصلاح شعروں کے علاوہ بھی متعدد ایسے اشعار تھے جو کئی طرح کے سُقم رکھتے تھے جن کے لئے دماغ اور وقت کا میسر آنا ایک مسئلہ بنا ہوا تھا۔ مدت سے ذہن یہی بات سوچتا اور ٹالتا رہا کہ کسی وقت تسلی سے ٹھیک کر کے زبان کے تقاضے قربان کئے بغیر مضمون کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور اگر آپ اس طرح مستقل مزاجی اور صبر کے ساتھ مجھے بار بار 'تنگ' نہ کرتیں تو شاید یہ کام کبھی بھی نہ ہوتا..........."۔

(مکتوب ۱۶/جنوری ۱۹۹۳ء صفحہ ۳)

☆......☆......☆......☆

لفظوں کے حکیمانہ انتخاب میں جانکاہی کی چند مثالیں

پیارے حضور نے نظموں کی اصلاح کرتے ہوئے جو حکمتیں سمجھائی ہیں وہ علوم کا ایک خزانہ ہیں۔ جن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کسی چیز کو سرسری نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ حرف حرف اور لفظ لفظ کے مزاج کی تہ میں اُترتے ہوئے مناسب جگہ پر استعمال فرماتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ایک مربوط فکری پس منظر ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ مَیں جو شعر کہتا ہوں وہ حرف اکیلا ہی نہیں بلکہ بعض دفعہ اس کی دس دس اور پندرہ پندرہ متبادل صورتیں ذہن میں آئی ہوتی ہیں اور پھر ان میں سے ایک کو کسی وجہ سے چنتا ہوں۔ تو اب مَیں آپ کو اپنے ساتھ وہ سارا سفر کس طرح کرواؤں کہ کیوں بالآخر متعدد امکانی صورتوں میں سے ایک کو اختیار کیا"۔

(مکتوب محررہ ۲۲/اکتوبر ۱۹۹۳ء صفحہ ۱۳)

☆......☆......☆......☆

اب حضور پرنور کے مکاتیب سے لفظوں کے چناؤ میں جانکاہی کی کچھ مثالیں پیش کرتی ہوں۔

☆...... نظم "ظہور خیر الانبیاء ﷺ" میں ایک مصرع 'آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دعا پہنچی' کے متعلق تحریر فرمایا:

"چوتھے بند کے پہلے شعر 'آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دعا پہنچی' میں آپ نے 'جو' کو 'جب' سے بدل

دیا ہے۔ سمجھ نہیں آئی کہ کیوں 'جب' سے بدلا گیا ہے اصل میں 'جو' اور 'جب' میں ایک بہت لطیف فرق ہے جس کو وہی جان سکتا ہے جس نے جانکاہی سے معنوں کی تہ میں اتر کر الفاظ کا چناؤ کیا ہو۔ '.....جب اپنی دعا پہنچی' کا تو مطلب یہ ہے کہ بس ہماری دعا کی دیر تھی جیسے ہی پہنچی لگ گئی۔ حالانکہ کلمہ طیبہ کے لئے 'یرفعه العمل الصالح' بھی ہونا چاہئے۔ یہ تو نہیں کہ جس کسی نے درود شریف پڑھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جا پہنچا۔ خاص کیفیات میں اٹھتی ہوئی دعا ہی ہے جو رفعتوں کو پاتی ہے اور وہی ہے جو مقدر سنوارا کرتی ہے۔ اس لئے 'جو' ہی رہنے دیں۔ وہی دعا بخت سنوار سکتی ہے جو اس تک پہنچنے کی سعادت پا جائے۔ 'جو' میں جو انکسار ہے اس کا لطف 'جب' میں نہیں"۔

(مکتوب ۱۶/جنوری ۱۹۹۳ء صفحہ ۶)

☆......☆......☆......☆

پیارے حضور نے ایک شفیق ماں کی طرح جو اپنے نادان بچے کو قریب تر کر کے زیادہ تفصیل سے آسان الفاظ میں سمجھاتی ہے ایک ایک تبدیلی کی حکمت سمجھائی۔

"نبیوں کا سر تاج ابنائے آدم کا معراج محمدؐ۔"

مجھے ڈر تھا کہ آپ دونوں...... 'کا معراج' کو 'کی' میں بدل دیں گے کیونکہ مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب نے اپنے کلام میں معراج کو 'کی' یعنی تانیثی نسبت سے باندھا ہے اور اُردو کتبِ لغات بھی اسے تانیث میں ہی پیش کرتی ہیں۔ مگر ہم نے قادیان میں ہمیشہ اس کو مذکر ہی سنا اور ذہنی طور پر معراج کو تانیث کے ساتھ استعمال کرنے پر دل آمادہ نہیں ہوتا۔ اس لئے مَیں نے عمداً یا یوں سمجھ لیں کہ ضد کر کے اس غلطی پر اصرار کیا ہے۔ نبیوں کا سر تاج...... کہنے کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ ابنائے آدم کی معراج تو گھٹیا سی ترکیب نظر آتی ہے جو معراج کی شان کے خلاف ہے۔ پس مجھے تو آنحضرت ﷺ ہمیشہ ہی ابنائے آدم کا معراج دکھائی دیتے ہیں نہ کہ ابنائے آدم کی معراج۔ پس بعض ایسے مقامات بھی ہوتے ہیں کہ جہاں شاعر اپنا حق سمجھتا ہے کہ چاہے دنیا اس کے کسی استعمال کو غلط قرار دے وہ اپنی مرضی سے عمداً کسی خاص مقصد کے پیش نظر اپنی غلطی پر مُصر ہو"۔

(مکتوب ۱۶/جنوری ۱۹۹۳ء صفحہ ۱۶، ۱۷)

☆......☆......☆......☆

نظم "ظہور خیر الانبیاءؑ" سے خاکسارہ کو بے حد پیار تھا۔ نظم حضور کی ہے اضافے بھی آپ نے خود فرمائے لیکن بہت دُور کھڑی مَیں اس بات سے لطف لیتی رہتی ہوں کہ ہو سکتا ہے اس تبدیلی میں خاکسار کی تحریک کا کوئی دخل ہو۔ جب یہ نظم جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۳ء میں پڑھی گئی تو مَیں نے فون پر سنی اور نوٹ کی۔ آپ نے درج ذیل اشعار کا اضافہ فرمایا تھا۔ مکتوب میں تحریر ہے:

"کہیں کہیں مضمون کو مزید اجاگر کرنے کے لئے بعض اشعار کا اضافہ بھی کرنا پڑا ہے مثلاً "ظہور خیر الانبیاءؑ" کے آخری بند کو تبدیل کرنے کے علاوہ ایک بند بڑھا بھی دیا ہے۔ اب اس کی شکل یوں بن جائے گی:

دل اس کی محبت میں ہر لحظہ تھا رام اس کا
اخلاص میں کامل تھا وہ عاشقِ تام اس کا

مرزائے غلام احمد۔ تھی جو بھی متاعِ جاں
کر بیٹھا نثار اس پر۔ ہو بیٹھا تمام اس کا
اس دور کا یہ ساقی۔ گھر سے تو نہ کچھ لایا
مَے خانہ اسی کا تھا۔ مَے اُس کی تھی جام اُس کا
سازندہ تھا یہ، اِس کے۔ سب ساجھی تھے میت اس کے
دُھن اُس کی تھی گیت اُس کے لب اس کے پیام اُس کا

اک میں بھی تو ہوں یارب۔ صیدِ تہِ دام اُس کا
دل گاتا ہے گن اس کے۔ لب جپتے ہیں نام اُس کا
آنکھوں کو بھی دکھلادے۔ آنا لبِ بام اُس کا
کانوں میں بھی رس گھولے۔ ہر گام۔ خرام اس کا
خیرات ہو مجھ کو بھی۔ اک جلوۂ عام اُس کا
پھر یوں ہو کہ ہو دل پر۔ الہام کلام اُس کا
اُس بام سے نور اترے نغمات میں ڈھل ڈھل کر
نغموں سے اٹھے خوشبو۔ ہو جائے سرود عنبر"

(مکتوب ۱۶/جنوری ۱۹۹۳ء صفحہ ۴، ۵)

'شاعری جزویست از پیغمبری' اس سے زیادہ کہیں اور صادق نہیں آتا۔

☆......☆......☆......☆

نظم "اے شاہ مکی و مدنی سید الوریٰؐ" کے ایک مصرع ۔

اے میرے والے مصطفیٰ اے میرے مجتبیٰ

کے متعلق پیارے آقا نے خاکسارہ کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے وضاحت سے، دلائل سے، علمی وزن کے ساتھ ایک اچھوتا نقطہ بیان فرمایا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"آپ نے 'میرے والے مصطفیٰ' میں لفظ والے کو سُقم سمجھتے ہوئے 'توہی تو مصطفیٰ ہے مرا' تجویز کیا ہے۔ یہ دو وجوہات سے مجھے قبول نہیں۔ ایک یہ کہ اس نظم کی شان نزول تو ایک رؤیا میں ہے جس میں ایک شخص کو دیکھا جو بڑی پُر درد آواز میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی کلام پڑھ رہا ہے۔ ان شعروں کا عمومی مضمون تو مجھے یاد رہا مگر الفاظ یاد نہیں رہے البتہ ایک مصرع جو غیر معمولی طور پر دل پر اثر کرنے والا تھا وہ ان الفاظ پر مشتمل تھا:

'اے میرے والے مصطفیٰ'

خواب میں اس کا جو مفہوم سمجھ میں آیا وہ یہ تھا کہ لفظ 'والے' نے بجائے اس کے کہ سُقم پیدا کیا ہو اس میں غیر معمولی اپنائیت بھر دی اور قرآن کریم کی بعض آیات کی بھی تشریح کر دی جن کی طرف پہلے میری توجہ نہیں تھی۔ عموماً یہ تأثر ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی مصطفیٰ ہیں حالانکہ قرآن کریم میں حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیم (اسحٰقؑ، یعقوبؑ، اسمٰعیلؑ) حضرت موسیٰؑ اور حضرت مریمؑ حتی کہ بنی آدم کے لئے بھی لفظ اصطفیٰ استعمال ہوا ہے۔ تو مصطفیٰ ایک نہیں، کئی ہیں۔ پس اگر یہ کہنا ہو کہ باقی بھی مصطفیٰ ہونگے مگر میرے والا مصطفیٰ یہ ہے تو اس کا اظہار ان الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ میں ممکن نہیں۔ یہ بات ایسی ہی ہو گی جیسے کوئی بچہ ضد کرے کہ مجھے میرے والی چیز دو۔ میرے والی کہنے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ مجھے محض یہ چیز نہیں چاہئے بلکہ وہی چیز چاہئے جو میری تھی۔ اس طرز بیان میں اظہار عشق بھی محض 'میرے مصطفیٰ' کہنے کے مقابل پر بہت زیادہ زور مارتا ہے۔ پس رؤیا میں ہی مَیں یہ نہیں سمجھ رہا کہ اس میں کوئی نقص ہے بلکہ اس ظاہری نقص میں مجھے فصاحت و بلاغت کی جولانی دکھائی دی اور مضمون میں مقابلۃً بہت زیادہ گہرائی نظر آنے لگی۔

علاوہ ازیں چونکہ یہ طرز بیان محض ریڑھی والوں کی نہیں ہوا کرتی جو کہ ایک عامیانہ طرز ہے بلکہ بچوں کی سی ادا بھی ہوا کرتی ہے جس میں معصومانہ پیار اور اپنائیت جوش مارتے ہیں۔ پس اس پہلو سے مَیں نے نہ صرف خواب میں ظاہر کردہ الفاظ کے ساتھ وفا کی بلکہ اسے ہر دوسری طرز بیان سے بہتر بھی پایا۔ ہاں "اے میرے والے مجتبیٰ' 'اے میرے مصطفیٰ' کے بعد پورا سجتا نہیں۔ ویسے بھی مصطفیٰ، مجتبیٰ، مرتضیٰ وغیرہ خدا کی طرف منسوب ہوتے ہیں اس کی جگہ مَیں سوچ رہا ہوں کہ یہ کر دوں:

اے میرے والے مصطفیٰ، اے میرے راہنما

یا پھر "اے میرے والے مصطفیٰ مَیں ہو چکا ترا" بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن اس شعر کے دوسرے مصرع میں جو الفاظ ہیں رؤیا میں قریباً یہی الفاظ تھے جیسا کہ مجھے یاد پڑتا ہے مگر سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ اس میں لفظ "تیری" شامل ہوتا تو لفظ اُمت کی وضاحت تو ضرور ہو جاتی کہ کس کی اُمت مراد ہے مگر ایسی اُمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب کرنا جو مہدی کو ہادی سے جدا سمجھے پسندیدہ بات نہیں ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی عُلَمَآءُ هُمْ کہہ کر ان علماء کو اُن لوگوں کی طرف منسوب کر دیا جن کا ذکر سَيَاتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ...... کی حدیث میں مذکور ہے۔ اور ان کے لئے عُلَمَآءُ اُمَّتِيْ ...... نہیں فرمایا ہاں جہاں ربانی علماء کا ذکر فرمایا وہاں یہ فرمایا کہ عُلَمَآءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَآءِ بَنِيْ اِسْرَآئِيْل۔ پس اگرچہ محض اُمت کا لفظ کچھ خلا کا سا احساس پیدا کرتا ہے مگر اسے تیری امت کی بجائے کسی اور رنگ میں بدلا جا سکے تو بہتر ہو گا۔ مثلاً اس طرح کہ اہل دنیا یا علماء سوء ہمیں جدا جدانہ سمجھتے۔ مگر یہ اظہار اس چھوٹے سے مصرع میں سمانا مشکل ہے۔ بہر حال خواب میں جو کیفیات تھیں مَیں اُن کے ساتھ وفاداری کرنا چاہتا ہوں۔ ان میں درد کا مضمون تھا بحث کا نہیں۔ آپ نے جو یہ تجویز دی 'امت تری سمجھتی نہیں کیوں یہ ماجرا'۔ اس 'کیوں' میں تو بحث کا رنگ ہے جبکہ جُدا جُدا میں اظہار درد اور بیکسی ہے۔ ایک متبادل یہ بھی زیر غور لایا جا سکتا ہے بلکہ یہی اختیار کر لیں۔

اے میرے والے مصطفیٰ اے سید الوریٰ
اے کاش ہمیں سمجھتے نہ ظالم جدا جدا

☆......☆......☆

"اُڑتے ہوئے بڑھوں، تری جانب سوئے حرم۔

اس مصرع میں آپ نے 'اُڑتا ہوا' تجویز کیا ہے۔ آپ کی یہ تجویز مجھے قبول تو ہے۔ لیکن میں نے اگرچہ اردو گرائمر زیادہ نہیں پڑھی پھر بھی مجھے لگتا ہے کہ 'اُڑتے ہوئے' بھی ٹھیک ہے۔ خصوصیت سے یہ تخاطب کے وقت استعمال ہوتا ہے۔ غائب میں 'اُڑتا ہوا' پڑھتے ہیں لیکن مخاطب میں 'اُڑتے ہوئے' پڑھنا جائز ہے۔ اس لئے میں تو اسے 'اُڑتے ہوئے' پڑھوں تو مجھے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ مگر آپ کی یہ تجویز مان لیتا ہوں کیونکہ میرے مضمون پر اس کا اثر نہیں پڑے گا"۔

(مکتوب ۱۶.۱.۹۳ صفحہ ۱۲)

☆......☆......☆......☆

'حضرتِ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔'

اس نظم میں بھی آپ نے نظر ثانی کے دوران کچھ تبدیلیاں فرمائیں اور ہر جگہ بات کو خوب کھول کر بیان فرمایا مثلاً۔ آپ نے ایک مصرع 'مٹ گئے مہر و ماہ و انجم۔ صلی اللہ علیہ وسلم' کو تبدیل فرمایا۔ اور مفہوم کے حسن کو واضح فرمایا۔

میں نے اس مصرع کو یوں کر دیا ہے۔

'مہر و ماہ نے توڑ دیا دم۔ صلی اللہ علیہ وسلم'

بھاگنے کے ساتھ دم کا ٹوٹنا ایک اور لطیف مناسبت بھی رکھتا ہے۔ کسی پر شوکت جلوہ کے مقابل دم توڑ دینا اور دوڑتے ہوئے دم توڑنا ہم آہنگ ہیں"۔ (مکتوب ۱۶.۱.۹۳ صفحہ ۱۳)

اب اس شعر کو پڑھ کر زیادہ لطف آئے گا۔

آپ کے جلوۂ حسن کے آگے۔ شرم سے نوروں والے بھاگے
مہر و ماہ نے توڑ دیا دم۔ صلی اللہ علیہ وسلم

☆......☆......☆......☆

نظم 'آج کی رات' میں ایک شعر ہے۔

آنکھ اپنی ہی ترے ہجر میں ٹپکاتی ہے
وہ لہو جس کا کوئی مول نہیں، آج کی رات

اس کے پہلے مصرع کے متعلق حضور فرماتے ہیں۔

"اس کے متعلق تجویز ہے کہ اسے یوں بدل دیا جائے 'چشمِ عاشق ہی ترے ہجر میں ٹپکاتی ہے'۔ مجوزہ مصرع دیکھنے میں تو بہت چست لگتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ، آنکھ اپنی ہی ترے ہجر میں ٹپکاتی ہے۔ میں جو بات میں کہنی چاہتا ہوں وہ چشم عاشق میں آ ہی نہیں سکتی۔ میں تو طعنہ آمیز دشمن کے مقابلہ پر اپنی ہی آنکھ کی محبت کو نمایاں کرنا چاہتا ہوں 'چشم عاشق' نے تو اس مضمون کا کچھ رہنے ہی نہیں دیا جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے میں نے عمداً ہجر کو چھوڑ کر عشق اختیار کیا تھا کیونکہ بحث یہ نہیں کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصل سے محروم ہیں کہ نہیں۔ بحث یہ ہے کہ ہمارا دل آپ کے عشق سے خالی ہے یا لبالب بھرا ہوا ہے۔ پس ہر چند کہ اس مصرع میں لفظ ہجر پڑھنا عشق پڑھنے کی نسبت زبان پر ہلکا ہے۔ مضمون کی مناسبت سے عشق ہی موزوں ہے۔ پس یہ مصرع یوں ہی رہے گا، آنکھ اپنی ہی ترے عشق میں ٹپکاتی ہے۔"

(مکتوب ۱۶.۱.۹۳ صفحہ ۸)

(باقی اگلے شمارہ میں)

دعا ہی اصل عبادت ہے

رسول اللہ ﷺ جامع قسم کی دعاؤں کو پسند فرمایا کرتے تھے

دعا کی قبولیت بھی دعا ہی کی محتاج ہے۔ صدقات، دعا اور خیرات سے ردّ بلا ہوتا ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۳۰؍نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۳۰؍نبوت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

رمضان کی مناسبت سے یہ آج کا خطبہ دعا سے متعلق ہے۔ مختلف قسم کی احادیث کی مدد سے اور آیات قرآنی کی مدد سے دعا کے مضمون پر ہی زور دیا جائے گا کیونکہ یہ دعاؤں کا مہینہ ہے۔

سورۃ الاعراف کی آیت ۵۶-۵۷ میں ہے ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً. اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ. وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا. اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ کہ اپنے ربّ کو عاجزی کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے رہو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اُسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دعا ہی اصل عبادت ہے۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جامع قسم کی دعاؤں کو پسند فرمایا کرتے تھے اور جو دعا جامع نہیں ہوتی تھی اس کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

اب جامع سے مراد یہ ہے کہ جس بات میں دعا کی جائے اس کے ہر پہلو کو لیا جائے اور جو بھی دعا کی جائے کوشش کی جائے کہ اس کا کوئی پہلو باقی نہ رہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضر ت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہیں نیک باتوں کے حکم دینے اور بُری باتوں سے روکنے کا کام کرنا پڑے گا، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تم پر کوئی سزا نازل فرمائے، پھر تم اُس سے دعائیں کرو گے مگر تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں گی۔

(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند الانصار)

اب یہ بہت ہی اہم حکم ہے "برائی سے روکنا اور نیک باتوں کا حکم دینا" اور یہ مومن کی بنیادی صفات میں سے ہے کہ وہ ایسا کرتا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زبردستی، جیسا کہ بعض مولویوں نے بنایا ہوا ہے کہ زبردستی روکو اور تلوار کے زور سے روکو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہمیشہ نیک باتوں کا حکم دیتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے مگر کبھی تلوار کی سختی سے ایسا کام نہیں کیا۔ ہمیشہ ہی نصیحت کے ذریعہ اور حُسنِ نصیحت کے ذریعے اس کام کو کیا ہے۔ پس ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی حدیثوں کا آپ کی سنت کے خلاف ترجمہ نہیں کرنا چاہئے۔

ایک مسلم کتاب الزہد والرقائق میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خود اپنے خلاف بددعا نہ کرو، اور نہ ہی اپنی اولاد کے خلاف بددعا کرو، نہ ہی اپنے مالوں کے خلاف بددعا کرو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ (اس بددعا کے وقت) تمہیں وہ گھڑی میسر آجائے جس میں اللہ تعالیٰ سے اگر کچھ مانگا جائے تو وہ اُسے قبول فرماتا ہے۔

اب ویسے اپنے خلاف کون بددعائیں کرتا ہے لیکن بعض لوگوں کو یہ گندی عادتیں ہیں کہ اپنے خلاف، اپنے بیلوں کے خلاف جن کو وہ جوت رہے ہوتے ہیں ان کے خلاف بھی بددعائیں کر رہے ہوتے ہیں، اپنی اولاد کے خلاف بھی بڑے "غلطی سے" سخت سخت لفظ بول دیتے ہیں کہ تمہارا بیڑہ غرق ہو، یہ ہو، وہ ہو۔ تو یہ جان بوجھ کر تو نہیں کرتے مگر عادتاً کرتے ہیں مگر بعض اوقات دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت اگر یہ اس قسم کی دعائیں کی جائیں تو وہ اپنے خلاف یا اپنی اولاد کے خلاف بھی قبول ہو جاتی ہیں۔ رمضان میں خصوصیت سے اپنی زبان پر اور دعاؤں پر قابو رکھنا چاہئے۔

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں حضرت مالک بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ "جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں سامنے پھیلا کر مانگو۔ ہاتھوں کو اُلٹا کر کے نہ مانگو"۔ (حضور ایدہ اللہ نے اپنے ہاتھ کی ہتھلیوں کو سامنے پھلا کر فرمایاکہ یوں مانگو جس طرح ہم مانگتے ہیں اور پھر ہاتھوں کو الٹا کرکے ناظرین کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ) یوں نہ مانگو اور دعا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لو۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الصلوٰۃ) یہ ہمارے ہاں بھی یہی رواج ہے دعا کے بعد اپنے منہ کے اوپر ہاتھ پھیر لیتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دعا سے وہ دعا مراد ہے جو بجمیع شرائط ہو اور تمام شرائط کو جمع کر دینا انسان کے اختیار میں نہیں جب تک توفیق ازلی یاور نہ ہو"۔ یعنی جب تک اللہ تعالیٰ توفیق نہ دے دعا کے تمام شرائط کو انسان پورا کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہ بھی دعا ہی کا محتاج ہے کہ اللہ سے دعا کرتا رہے کہ ہمارے جتنی دعاؤں کے قبولیت کی شرائط ہیں ہمیں وہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ "اور یہ بھی یاد رہے کہ دعا کرنے میں صرف تضرع کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جس کے لئے دعا کی گئی ہے اس کی دنیا اور آخرت کے لئے اس بات کا حاصل ہونا خلافِ مصلحتِ الٰہی بھی نہ ہو"۔

اب محض رو کے دعا کرنا کافی نہیں ہے۔ بسا اوقات اگر سختی پڑی ہوئی ہو تو تضرع پیدا ہو جاتا ہے لیکن آنحضور ﷺ کی احادیث سے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ تضرع وہی ہے جو بغیر تکلیف کے بھی ہو، کوئی بلا نہ پڑی ہو تب بھی دل میں ہمدردی ہو بنی نوع انسان کی اور ان کے لئے انسان تضرع سے دعائیں کرے۔ اور پھر دعا کو انسان یہ بھی نہیں سمجھتا کہ یہ دعا میرے لئے بہتر ہو گی کہ نہیں خلاف مصلحت الٰہی بھی نہ ہو یہ بھی انسان کی لاعلمی کا حصہ ہے اس لئے دعا ہمیشہ ایسی کرنی چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ سے یہ گزارش ہو کہ اگر تیری مصلحت الٰہی اس دعا کو قبول کرنا چاہتی ہے تو قبول فرما لے ورنہ اسے ٹال کے کسی اور رنگ میں یہ دعا ہماری قبول ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں:

"بسا اوقات دعا میں شرائط تو سب جمع ہو جاتے ہیں مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عنداللہ سائل کے لئے خلاف مصلحت الٰہی ہوتی ہے....."۔ یعنی بے وقوفی سے انسان اپنے لئے وہ چیز مانگتا ہے جو اس کے لئے بالآخر فائدہ مند نہیں ہو سکتی بلکہ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ "مثلاً اگر کسی ماں کا پیارا بچہ بہت الحاح اور رونے سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اس کے ہاتھ میں پکڑا دے یا ایک زہر جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اس کو کھلا دے تو یہ سوال اس بچے کا ہرگز اس کی ماں پورا نہ کرے گی اور اگر

پورا کردیوے اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن کوئی عضو اس کا بیکار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد وہ بچہ اپنی اس احمق والدہ کا سخت شاکی ہوگا اور بجز اس کے اور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں اس وقت تک دعا کو دعا نہیں کہہ سکتے۔ اور جب تک کسی دعا میں پوری روحانیت داخل نہ ہو اور جس کے لئے دعا کی گئی ہے اور جو دعا کرتا ہے ان میں استعداد قدسیہ پیدا نہ ہو تب تک توقع اثر دعا امید موہوم ہے۔ اور جب تک ارادۂ الٰہی قبولیت دعا کے متعلق نہیں ہوتا تب تک یہ تمام شرائط جمع نہیں ہوتیں اور ہمتیں پوری توجہ سے قاصر رہتی ہیں"۔

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۳، ۱۴)

پس برکات الدعا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے جو ایک عام انسان کے لئے سمجھنا بہت مشکل مضمون ہے۔ لیکن تان اس بات پر ہی ٹوٹتی ہے کہ دعا کی قبولیت بھی دعا پر ہی منتج اور دعا ہی کی محتاج ہے اور دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایسی دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے نزدیک ہماری بقا کے لئے، ہماری آخرت کے لئے بہتر ہوں۔ اور ان دعاؤں سے محفوظ رکھے جو ہمارے لئے بد نتائج ظاہر کرنے والی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں میں اثر پیدا کرے ،وہ اثر جو قبولیت کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے۔ پس دعا کا علاج بھی دعا ہی سے ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسئلے کو اٹھاتے ہیں کہ قضاو قدر بھی مقرر ہے اور پھر دعا بھی ہے تو یہ فرق کیا ہے ان دونوں باتوں میں:۔ "یہ بات یاد رہے کہ اگرچہ قضاو قدر میں سب کچھ مقرر ہو چکا ہے مگر قضاو قدر نے علوم کو ضائع نہیں کیا سو جیسا کہ باوجود تسلیم مسئلہ قضاو قدر کے ہر ایک کو علمی تجارب کے ذریعہ سے ماننا پڑتا ہے کہ بے شک دواؤں میں خواص پوشیدہ ہیں اور اگر مرض کے مناسب حال کوئی دوا استعمال ہو تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بے شک مریض کو فائدہ ہوتا ہے"۔

اب قضاء و قدر کا جہاں تک مسئلہ ہے وہ اس طرح اس معاملے میں تعلق رکھتا ہے کہ بسا اوقات دوا تو صحیح موجود ہوتی ہے، ڈاکٹر کے دماغ میں نہیں آرہی ہوتی۔ بیماری کی تشخیص ہی صحیح نہیں کر سکتا۔ دوائیں اَور دے رہا ہے بیماری اَور ہے۔ تو دواؤں میں اثر بھی تو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے مگر صحیح دوا کا بر موقعہ مل جانا یہ بھی تو ایک خدا کا فضل ہے۔ اور کئی دفعہ تشخیص بھی صحیح ہو جائے، دوا بھی میسر ،دعا بھی صحیح پتہ لگ جائے کون سی ہے (مگر) وہ میسّر نہیں ہوتی۔ کئی دفعہ ڈاک میں خط آتے ہیں امریکہ وغیرہ سے کہ آپ نے جو دوائی تجویز کی تھی وہ دوا ہمیں کہیں نہیں ملی۔ تو پیشتر اس سے کہ دوا ان تک پہنچے وہ اس حالت میں جان بھی دے سکتے ہیں۔ تو بہر حال یہ دعا کا مضمون بہت پیچیدہ ہے۔ قضاو قدر کے خلاف نہیں بلکہ قضاو قدر کے اندر ہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں: "سو ایسا ہی علمی تجارب کے ذریعہ سے ہر ایک عارف کو ماننا پڑتا ہے کہ دعا کا قبولیت کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ ہم اس راز کو معقولی طور پر دوسروں کے دلوں میں بٹھا سکیں یا نہ بٹھا سکیں مگر کروڑہا راستبازوں کے تجارب نے اور خود ہمارے تجربے نے اس مخفی حقیقت کو ہمیں دکھلادیا ہے کہ ہمارا دعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے اور فضل اور رحمت الٰہی کو اپنی طرف کھینچتا ہے"۔ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "لوگ اس نعمت سے بے خبر ہیں کہ صدقات، دعا اور خیرات سے ردِّبلا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زندہ ہی مر جاتا، مصائب اور مشکلات کے وقت کوئی امید اس کے لئے تسلی بخش نہ ہوتی۔ مگر نہیں، اسی نے ﴿لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ فرمایا ہے۔ لَا یُخْلِفُ الْوَعِیْد نہیں فرمایا"۔ اب ان دونوں باتوں میں فرق یہ ہے کہ ﴿لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ سے مراد یہ ہے جو کسی کے حق میں سچا وعدہ کیا گیا ہو وہ کبھی نہیں ٹلا کرتا۔ لَا یُخْلِفُ الْوَعِیْد کا مطلب ہے کسی کو تنبیہ کے طور پر ایک انذار کا وعدہ کیا گیا ہو کہ تم پر یہ تباہی آئے گی، یہ بلا پڑے گی، اس کو وعید کہا جاتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ خدا نے ﴿لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ فرمایا ہے لَا یُخْلِفُ الْوَعِیْد نہیں فرمایا۔ قرآن کریم میں کہیں لَا یُخْلِفُ الْوَعِیْد آپ کو نہیں ملے گا۔ "اللہ تعالیٰ کے وعید معلق ہوتے ہیں جو دعا اور صدقات سے بدل جاتے ہیں اس کی بے انتہا نظیریں موجود ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان کی فطرت میں مصیبت اور بلا کے وقت دعا اور صدقات کی طرف رجوع کرنے کا جوش ہی نہ ہوتا۔ جس قدر راستباز اور نبی دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ کسی ملک اور قوم میں آئے ہوں مگر یہ بات ان سب کی تعلیم میں یکساں ملتی ہے کہ انہوں نے صدقات اور خیرات کی تعلیم دی۔ اگر خدا تعالیٰ تقدیر کے محو اور اثبات پر قادر نہیں تو پھر یہ ساری تعلیم فضول ٹھہر جاتی ہے اور پھر ماننا پڑے گا کہ دعا کچھ نہیں اور ایسا کہنا ایک عظیم الشان صداقت کا خون کرنا ہے۔ اسلام کی صداقت اور حقیقت دعا ہی کے نکتہ کے نیچے مخفی ہے کیونکہ اگر دعا نہیں تو نماز بے فائدہ، زکوٰۃ بے سود اور اسی طرح سب اعمال معاذاللہ لغو ٹھہرتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۱-۲۰۲، جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "نابینائی کی دو قسمیں ہیں ایک آنکھوں کی نابینائی ہے اور دوسری دل کی۔ آنکھوں کی نابینائی کا اثر ایمان پر کچھ نہیں ہوتا" بلکہ بڑے بڑے صاحبِ ایمان لوگ نابینا تھے۔ غیر معمولی ان کو اللہ تعالیٰ نے روحانیت عطا کی تھی مگر ظاہری آنکھوں کی بینائی نہیں تھی۔ "مگر دل کی نابینائی کا اثر ایمان پر پڑتا ہے اس لئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے کہ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے پورے تذلل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دعا مانگتا رہے کہ وہ اسے سچی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے اور شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھے"۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۶۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چشمۂ معرفت میں لکھتے ہیں "قرآن شریف کی معجزانہ تاثیرات سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی کامل پیروی کرنے والے درجہ قبولیت کا پاتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہو کر خدا تعالیٰ اپنے کلام لذیذ اور پر رعب کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے اور خاص طور پر دشمنوں کے مقابل پر انکی مدد کرتا ہے اور تائید کے طور پر اپنے غیب سے خاص طور پر ان کو مطلع فرماتا ہے۔" (چشمئہ معرفت صفحہ ۲۵۹، حاشیہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ "قرآنِ شریف کے تیس (۳۰) سپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاوے اور اس پر پورا عمل درآمد کریں تو قرآنِ کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑلو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربے سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کردے گا۔" (الحکم ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۴ء جلد ۸، نمبر ۳۲ صفحہ ۴)

سورۃ الانبیاء ۷۷ تا ۷۸۔ ﴿وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ. وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا. اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾۔ اور نوح (کا بھی ذکر کر) جب قبل ازیں اُس نے پکارا تو ہم نے اسے اس کی پکار کا جواب دیا اور اسے اور اسکے اہل کو ایک بڑی بے چینی سے نجات بخشی۔ اور ہم نے اُس کی اُن لوگوں کے مقابل مدد کی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا تھا۔ یقیناً وہ ایک بڑی بدی میں مبتلا لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو غرق کردیا۔

یہ بھی حضرت نوحؑ کی دعا ہی کا نتیجہ تھا کہ اتنے بڑے طوفان اور بلا سے محفوظ رکھا اور ان سب کو جو آپ کے مخالف تھے غرق کردیا حتی کہ آپ کا بیٹا بھی جو نااہل تھا وہ بھی غرق ہو گیا اور اس کو بھی خدا تعالیٰ نے اس عذاب سے بچایا نہیں۔ حضرت نوحؑ نے گھبرا کر یہ سمجھا کہ مجھے یہ خوشخبری تھی کہ جو میرے اہل ہیں وہ سب بچائے جائیں گے تو بیٹا بھی میرا اہل ہے لیکن وہ یہ بات نہ سمجھ سکے کہ ناخلف اہل تھا اور جب اہل کہا جاتا ہے تو مراد یہ ہے کہ سچے معنوں میں وہ اہل ہو۔ اور نبی کا بیٹا بھی اگر ناخلف ہوگا تو وہ نااہل ہوگا۔

﴿وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ﴾۔ (سورۃ الانبیاء ۸۴، ۸۵) اور ایوب (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے سخت اذیت پہنچی ہے اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور اس کو جو بھی تکلیف تھی اسے دور کردیا۔ اور ہم نے اُسے اُس کے گھر والے عطا کردیئے اور ان کے ساتھ اور بھی اُن جیسے دیئے جو ہماری طرف سے ایک رحمت کے طور پر تھا اور نصیحت تھی عابدوں کے لئے۔

حضرت ایوبؑ کے متعلق بائبل میں عجیب و غریب قصہ لکھا ہوا ہے جو قرآن کریم قبول نہیں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کرتا۔ قرآن کریم نے اس قصے کی تفصیل کو ہرگز کہیں بیان نہیں کیا۔ کہاجاتاہے کہ شیطان نے خدا تعالیٰ سے کہا تھاکہ تُو کہتاہے میرا بندہ ایوب بہت صبر والا ہے تو مجھے کچھ دیر کے لئے اس پر تسلط دے دے۔ تو ایسی خوفناک بیماری آپ کو لگی جیسے کوڑھی ہوتے ہیں اور ان کو گاؤں کی رُوڑی پر جاکے پھینک دیا اور بیوی نے بھی احتراز کیا اور سارے رشتہ داروں نے توبہ کرلی کہ حضرت ایوبؑ اکیلے پڑے رہیں۔ یہ سب غلط باتیں ہیں، یہ بائبل کے قصے ہیں، قرآن ان کو قبول نہیں کرتا۔ حضرت ایوبؑ کے صبر کو ضرور مثال بناتاہے۔ معلوم ہوتاہے کئی قسم کی تکلیفوں اور دکھوں پہ آپ نے صبر کیا تھا جس کی وجہ سے وقتی طور پر اہل و عیال الگ ہوگئے تھے مگر خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا تو نہ صرف اہل واپس آئے بلکہ اور بھی عزیز اقرباء اور دُور دُور کے لوگ سبھی آپ کی محبت میں مبتلا ہوگئے۔ تو اس کا ذکر ہے جو قرآن کریم نے فرمایاہے اور یہ محض ان کی دعا کے نتیجہ میں تھا۔

﴿وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ . اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا. وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾(الانبیاء :۹۰، ۹۱)۔ اور زکریا (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا اور اسے یحییٰ عطا کیا اور ہم نے اس کی بیوی کو اس کی خاطر تندرست کردیا۔ یقیناً وہ نیکیوں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور ہمیں چاہت اور خوف سے پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی سے جھکنے والے تھے۔

پس حضرت زکریا کا قصہ جو ہے وہ بھی عظیم الشان ہے۔ اس میں ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت زکریا کو بڑی عمر میں اولاد ہوئی جبکہ بیوی بھی بانجھ تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اولاد ہوئی۔ یہ اس کہنے کی باتیں ہونگی لوگوں کے لئے جو پرانے زمانے کی باتوں کو حکایت سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہم نے خود یہ دیکھاہے کہ آپ کو دعا کے لئے لکھا گیا اور دعا کے لئے یہ تھا کہ مجھے خدا اولاد عطا کرے اور اسی بیوی سے ہو جو بانجھ ہے۔ اب یہ عجیب و غریب دعا تھی مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف دعا کی بلکہ لکھ دیا کہ بیٹا عطا کرے گا۔ عبدالحق صاحب جن کی اولاد اب زندہ ہے اللہ کے فضل کے ساتھ اور مجھے چند دن ہوئے ان کی ایک بیٹی ملنے بھی آئی تھیں۔ یہ وہی عبدالحق صاحب ہیں۔ بڑی بیوی سے بیٹا ملا جو بانجھ تھی۔ تو آپ پرانے زمانے کے قصوں کو قصہ نہ سمجھو۔ جو قرآن کریم نے فرمایاہے کہ اس کو ٹھیک کردیا اور اس کی بیوی کو بھی ٹھیک کردیا، بالکل درست فرمایاہے۔ اس زمانے میں بھی تو وہی خداہے، وہ ایسے فعل کرتاہے۔ چنانچہ اُن کا ایمان دیکھیں کہ بیٹا پیدا ہوتے ہی وہ گھوڑے پر سوار ہوکر کچھ دُور اپنے سسرال کو دکھانے کے لئے لے گئے اسی طرح ننگے کو ہی اور سردی کا مہینہ تھا۔ لوگوں نے روکا کہ ماردوگے بچہ۔ ایک ہی تو بیٹا ہواہے قسمت سے۔ تو وہ ہنس پڑے کہ یہ بیٹا نہیں مرتا۔ یہ تو خدا نے مجھے دیاہے۔ ناممکن ہے کہ یہ مرجائے۔ چنانچہ اسی حالت میں وہ اسے سسرال لے گئے ان کو دکھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ان کی اولاد دنیا میں زندہ موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو سب سے بہتر وارث ہے۔" (تحفۃالندوہ۔ صفحہ ۵) یعنی "مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیرالوارثین ہے۔" (ازالہ اوہام۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۱۹۶) "یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنادے۔" (الحکم جلد ۱۱۔ نمبر ۳۔ بتاریخ ۲۴/جنوری ۱۹۰۷ء۔ صفحہ ۹)۔ ﴿لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا......﴾ میں ایک یہ دعا بھی شامل تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہچان لی اور یہ نکتہ نمایاں کردیا کہ اکیلا مت چھوڑ سے مراد ضروری نہیں ہے کہ صرف اولاد ہی پھیلے۔ مراد یہ ہے کہ ایک بڑی جماعت بنادے میں اکیلا نہ رہوں۔ اور اب دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کروڑہا کروڑ کی جماعت عطا ہوئی ہے خدا نے اس دعا کو سن لیاہے۔

﴿وَذَاالنُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَعَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّآاَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(الانبیاء:۸۸، ۸۹)۔ اور مچھلی والے (کا بھی ذکر کر) جب وہ غصے سے بھرا ہوا چلا اور اُس نے گمان کیا کہ ہم اُس پر گرفت نہیں کریں گے۔ پس اندھیروں میں گھرے ہوئے اُس نے پکارا کہ کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔ تُو پاک ہے۔ یقیناً میں ہی ظالموں میں سے تھا۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور اُسے غم سے نجات بخشی اور اسی طرح ہم ایمان لانے والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

"حضرت یونسؑ کی دعا بھی اپنے اندر بہت سے اسرار رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ پہلے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سے مسئول کی تعریف کی ہے۔ اور اسے مبدء تمام فیوضات کا اور اپنی ذات میں کامل اور صمد قبول کیا اور اِلَّآ اَنْتَ سے اس پر بہت زور دیا وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ (انعام:۱۸) "اگر تجھے اللہ کسی تکلیف میں ڈالے تو اُس کا دُور کرنے والا بھی اُس کے سوا کوئی نہیں" کے ماتحت دُکھ درد دُور کرنے والا اللہ ہی کو مانا اور اُسے تمام نقصوں سے منزہ اور تمام عیبوں سے مبرا جانا۔ (تشحیذالاذہان۔ جلد ۸۔ نمبر ۱۔ صفحہ ۳۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اور صاحبِ تفسیر کبیر اپنی تفسیر کے صفحہ ۱۶۴ میں لکھتے ہیں اِنَّ ذَنْبَهٗ يَعْنِيْ ذَنْبَ يُوْنُسَ كَانَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَعَدَهٗ اِنْزَالَ الْاِهْلَاكِ بِقَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْهُ فَظَنَّ اَنَّهٗ نَازِلٌ لَامُحَالَةَ فَلِاَجْلِ هٰذَا الظَّنِّ لَمْ يَصْبِرْ عَلٰى دُعَآئِهٖ فَكَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَسْتَمِرَّ عَلَى الدُّعَآءِ لِجَوَازِ اَنْ لَا يُهْلِكَهُمُ اللّٰهُ بِالْعَذَابِ یعنی یونس کا یہ گناہ تھا کہ اُس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ملا تھا کہ اس کی قوم پر ہلاکت نازل ہوگی کیونکہ انہوں نے تکذیب کی۔ پس یونس نے سمجھ لیا کہ یہ عذابِ موت قطعی اور اٹل ہے اور ضرور نازل ہوگا۔ اسی ظنّ سے وہ دعاءِ ہدایت پر صبر نہ کرسکا اور واجب تھا کہ دعا ہدایت کی کئے جاتا کیونکہ جائز تھا کہ خدا دعاءِ ہدایت قبول کرے اور ہلاک نہ کرے۔ اب...... کیسی صفائی سے ثابت ہوگیا کہ یونس نبی وعدہ اہلاک کو قطعی سمجھتا تھا اور یہی اس کے ابتلاء کا موجب ہوا کہ تاریخ موت ٹل گئی۔" (انوار الاسلام۔ اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ۔ صفحہ ۱۲ تا ۱۴)

اب یہ بنیادی مسئلہ ہے کہ وعید تو ٹل جایا کرتی ہے اور جو خدا کسی کے حق میں وعدہ کرتاہے جیسا کہ فرمایا ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ کبھی بھی خدا تعالیٰ نے اس وعدہ کو ٹالا نہیں مگر انذار ٹال دیا کرتاہے۔ حضرت یونسؑ کی قوم کی گریہ وزاری کا حال یہ تھا کہ ان کو حضرت یونس کے جانے کے بعد احساس ہوا کہ یہ سچا شخص تھا اور یہ عذاب ضرور آئے گا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے دودھ پیتے بچوں کے دودھ چھڑا کر ماؤں کے ساتھ جنگل کو چل پڑے اور بھیڑ بکریوں کے بھی دودھ چھڑا کر بچوں کے ان بکریوں کو یا بچوں کو لے کر اکیلے میدان، جنگل میں چلے گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان بچوں اور ماؤں کے رونے پیٹنے سے ایسا دردناک منظر پیدا ہوا کہ ساری قوم نے چیخم چہاڑ مچادیا کہ اے خدا ہمیں معاف کردے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو مضطر کی دعا کو قبول کرتاہے ان کی دعا قبول فرمالی اور حضرت یونسؑ کے متعلق آتاہے کہ وہ تین دن تک باہر، شہر سے بہت دور بیٹھے ہوئے تھے اور مسافر جو شہر کی طرف سے آتے تھے ان سے پوچھا کرتے تھے بتاؤ کوئی عذاب ہوا کہ نہیں۔ جب تین دن تک کسی عذاب کی خبر نہیں ملی حالانکہ تین دن کا ان کا وعید تھا کہ تین دن میں عذاب آئے گا تو اس پر حضرت یونسؑ مغاضباً ہوگئے، بہت غضبناک ہوئے اور غضب کی وجہ نفس کی کمزوری تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ اللہ نے میرا وعدہ پورا نہ کرکے مجھے قوم کے سامنے ذلیل کردیاہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں:

"......یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتاہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتاہے اور رونا دھونا اور صدقات فرد قراردادِ جرم کو بھی ردّی کردیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اِسی سے نکلاہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے ہیں۔ علمِ تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتاہے اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتاہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتاہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ عملی رنگ میں لاکر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اِسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کردیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں دُرّ منثور میں لکھاہے کہ آپؑ نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا، تجھے رحم آجائے گا۔ ؎ ایں مُشت خاك راگر نه بخشم چه کُنم۔ (الحکم جلد ۲۔ نمبر ۲۔ بتاریخ ۶/مارچ ۱۸۹۸ء۔ صفحہ ۲)

اس کے متعلق کہا جاتاہے کہ حدیث ہے لیکن اس حدیث کی کوئی روایت محفوظ نہیں ہے۔ صرف حدیث کے طور پر مشہور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو فارسی میں گفتگو فرمائی ہے اس میں سے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

ایک یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ گویا کہتا ہے ایں مشت خاک را، اس مٹی کی مٹھی کو اگر میں بخش نہ دوں تو چہ کنم کیا کروں۔ آخر مٹی کی ایک مٹھی ہے اس سے تو غلطیاں ہونی تھیں۔

سورۃ النمل آیت ۶۳: ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ. ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ. قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾۔ یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ تکالیف اور دکھ کے وقت اس کی دعا کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ وہ آرام و آسائش کے دنوں میں بکثرت دعائیں کرے (ترمذی ۔ کتاب الدعوات)۔ پس یہ وہ حدیث ہے جس کا حوالہ مَیں نے پہلے خطبہ کے دوران دیا تھا کہ عموماً لوگ اس وقت دعا کرتے ہیں جب کوئی مصیبت آہی پڑتی ہے اور اس وقت مشکل ہوتا ہے بعض دفعہ وہ مصیبت ٹل بھی نہیں سکتی۔ جب پورا سکون ہو، خدا تعالیٰ کی نعمتیں میسر ہوں، کوئی ابتلا نہ ہو اس وقت اگر درد دل سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ! ابتلا سے محفوظ رکھے تو یہ دعائیں یقیناً مقبول ہوتی ہیں۔ پس اس بات کی عادت ڈالیں کہ بلاؤں سے پہلے ہی بلاؤں سے محفوظ رہنے کی دعائیں کریں۔

ایک اور حدیث ہے مسند احمد بن حنبل کی۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، یا یہ چاہتا ہے کہ اس کی تکلیف دور ہو جائے تو وہ تنگدستوں کے لئے کشائش پیدا کرے۔ (مسند احمدبن حنبل جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۳ ، مطبوعہ بیروت) یعنی غریبوں کی مدد کرنے سے اس کی تکلیف دُور ہو جاتی ہے اور یہ تو ایسا مجرب نسخہ ہے کہ تمام دنیا کے صلحاء جانتے ہیں کہ جب بھی غریبوں کی مدد کوئی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور اس کے کئی قسم کے مصائب اور مشکلات ٹل جاتے ہیں۔

حضرت خبابؓ بن الارت سے مروی ہے کہ آپ نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کو ساری رات نماز پڑھتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ فجر کے قریب وقت ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو خبابؓ آپؐ کے پاس آئے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ آج رات آپؐ نے ایسی نماز پڑھی ہے کہ مَیں نے آپؐ کو کبھی بھی ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا“۔ معلوم ہوتا ہے یہ آپ نے نماز مسجد میں پڑھی ہے جہاں دوسرے صحابہ کا آنا جانا بھی رہتا تھا اور کئی صحابہ کو عادت تھی کہ وہ بھی راتیں جاگ کر گزارتے تھے۔ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ یہ خوف و رجاء کی نماز تھی۔ مَیں نے اپنے ربّ عزوجل سے اس نماز میں تین دعائیں مانگی تھیں جن میں سے دو تو اُس نے قبول فرمالیں مگر ایک دعا قبول نہیں فرمائی۔ مَیں نے اپنے ربّ عزوجل سے ایک تو یہ دعا مانگی تھی کہ وہ ہمیں ان چیزوں کی وجہ سے ہلاک نہ کر دے جن کی وجہ سے اُس نے ہم سے پہلی اُمتوں کو ہلاک کیا۔ چنانچہ اُس نے یہ دعا قبول کر لی۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ نے ہر اس چیز سے توبہ کی جس گناہ سے پہلے لوگوں نے پوری طرح توبہ نہ کی اور ہلاک ہو گئے اور صحابہ سب کے سب بچائے گئے۔ تو یہ دعا جو تھی پہلے لوگوں کے مقابل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ کا صدق بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ کوئی نسبت ہی نہیں پہلے نبیوں کے ماننے والوں اور رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کر لی۔

”چنانچہ دوسرے مَیں نے اپنے ربّ عزوجل سے یہ دعا کی تھی کہ وہ ہم پر باہر کے دشمن غالب نہ آنے دے“۔ اب یہ دیکھ لو کہ ہرگز باہر کے دشمنوں کو خدا تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر غالب نہیں ہونے دیا۔ کسی موقعہ پر، کسی غزوہ کے موقع پر۔ ایک واقعہ بھی نہیں ہے کہ باہر کا دشمن آنحضرت ﷺ پر اور آپؐ کے صحابہ پر غالب ہوا ہو۔ ”چنانچہ اُس نے یہ دعا بھی قبول فرمالی۔ اور تیسرے مَیں نے اپنے ربّ سے یہ دعا کی تھی کہ وہ ہمیں گروہ در گروہ نہ ہونے دے، مگر اُس نے یہ التجا نہ مانی“۔ (نسائی۔ کتاب قیام الیل)

یعنی ہمیں فرقہ بازی سے بچائے رکھ۔ تو ہمیں افسوس ہے کہ یہ جو فرقہ بازی نظر آتی ہے۔ یہ وہ دعا تھی جو رسول اللہ ﷺ کی خدا تعالیٰ نے قبول نہ فرمائی کیونکہ یہ تمام انبیاء کے بعد ان کی قومیں فرقہ در فرقہ ہوتی رہی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی امت کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رکھا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ لکھتے ہیں: ”کون ہے جو بیچارے کی آواز سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے، وہ اس کے دکھوں کو دُور کرتا ہے اور تمہیں زمین پر دوسروں کے جانشین بناتا ہے۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے؟ تم نصیحت کو بہت ہی کم قبول کرتے ہو۔ ایمان کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اضطراب سے، تڑپ سے حق طلبی کی نیت سے تقویٰ کے ساتھ دعائیں کرتے کہ الٰہی اس زمانہ میں کون تیرا مامور ہے تو مَیں یقین نہیں کر سکتا کہ انہیں خدا تعالیٰ ضائع کرتا“۔

(حقائق الزمان جلد سوم صفحہ ۲۹۸)

اب امام کی نسبت سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اگر وہ لوگ دعائیں کرتے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کئی جگہ دشمنوں کو، مقابل کو ہدایت دی تھی کہ تم کھڑے ہو جاؤ، دعائیں کرو۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق یہ فرمایا تم دو دو، تین تین، اکٹھے ہو کر، کھڑے ہو کر دعائیں کرو اور خدا تعالیٰ سے پوچھو کہ یہ سچا ہے کہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ یقیناً بتا دے گا کہ وہ سچا ہے۔ پس دعا کے ذریعہ ہدایت ملنے کے بے شمار واقعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی ملتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر ہے: ”خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بے قراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾۔ پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا یہ گمان کر سکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے جس میں کہ کچھ بھی روحانیت نہیں۔ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جلّشانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے والے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح سے دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے“۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اگر خدا تعالیٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے“ یعنی رسول اللہ کے ”طاعون دُور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے“۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اعلان کر دیا تھا کہ مَیں اور میری جماعت جو میرے گھر میں ہیں محفوظ رہیں گے تو آپؑ نے فرمایا کہ اب تم لوگ میرے مقابل پر کھڑے ہو تو تم سارے اگر دعا کی قبولیت کے قائل ہو تو مَیں طریقہ بتا دیتا ہوں اُس طرح دعائیں کرو۔ سارا ہندوستان کلیۃً آج اس بلا سے بچ جائے گا۔ وہ ترکیب یہ ہے:

”پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے۔ گویا خدا کی طرف سے تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کے لئے ایک نمائش گاہ مقرر کیا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے سبقت کر کے اپنی طرف سے پہلے قادیان کا نام لے لیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کر دیں کہ ان کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچالے گا اور سناتن دھرم والوں کو چاہئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گاؤ کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی۔ اگر اس قدر گاؤ اپنا معجزہ دکھا دے تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ خود جان بخشی کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہئے“۔ جان بخشی سے مراد یہ ہے کہ قانون کے خلاف قرار دے دے کہ گائے ذبح کی جائے۔ ”اسی طرح عیسائیوں کو چاہئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور ان کی حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دِلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور مولوی محمد حسین بٹالوی دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس مہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ اور بالآخر یاد رہے کہ یہ

تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے ملہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلادے گی"۔ یہاں قادیان کو مؤنث فرمایا ہے آپ نے۔"سورج کی طرح چمک کر دکھلادے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾ لکھی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی امید کی ہے ۔یہ امید صحیح نہیں ہے کہ کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مُضْطَرّ سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں، نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختۂ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا اور اگر میاں شمس الدین کہیں کہ پھر ان کے مناسب حال کون سی آیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے ﴿مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ﴾ "کہ کافروں کی دعا سوائے ضلالت کے اور کسی مراد کو نہیں پہنچتی۔(رسالہ دافع البلاء۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۰۔۲۳۲)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات ہیں جو مَیں عرض کرتا ہوں۔ "اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اُجِیْبُ"۔ مَیں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

الہام "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ اُجِیْبَتْ دَعْوَتُكَ. اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ترجمہ فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ نے تیری دعا سن لی۔ تیری دعا قبول کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں۔

(تذکرہ صفحہ ۶۷۳ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر الہام ہے "ذلیل انسان کا بیڑہ غرق ہو گیا، تیری دعا قبول کی گئی۔ جو لوگ تیری طرف توجہ نہیں کرتے وہ خدا کی طرف بھی توجہ نہیں کرتے" (تذکرہ صفحہ ۷۰۳ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)۔ اس ذلیل شخص سے مراد ایک آریہ بدگو تھا جو برباد ہو گیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی روشنی میں۔

پھر ۱۴ر اپریل ۱۹۰۷ء کا الہام ہے "اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ"۔ اس کا ترجمہ حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ نے یہ کیا ہے "مَیں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں"۔

(تذکرہ صفحہ ۷۱۴ مطبوعہ ۱۹۶۹)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ۱۹۰۶ عیسوی کا ایک الہام ہے: "تیری دعا قبول کی گئی"۔

آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اُردو کی دعائیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش اس دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین پر تیرے راستباز اور مؤحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر آمین، ثم آمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ "۔(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

اب عنقریب ہم آخری عشرہ میں داخل ہونے والے ہیں تو اسی لئے دعا کا مضمون بھی جاری رکھا گیا ہے اور مَیں امید کرتا ہوں کہ بہت کو سچی دعاؤں کی توفیق ملے گی اور خدا تعالیٰ آپ میں سے جو اعتکاف بیٹھ رہے ہیں ان کا اعتکاف قبول فرمائے۔

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

یہ خیال کسی نہ کسی رنگ میں ہے۔ یہود کہتے ہیں کہ انہیں زیادہ سے زیادہ تین دن کے لئے عذاب دیا جائے گا اور عیسائی کہتے ہیں کہ کفارہ یسوع کی وجہ سے انہیں بالکل عذاب نہیں ملے گا۔ عجیب بات ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے متعلق تین دن کی سزا کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ ساری لعنتیں حضرت عیسیٰ کے سر پر ڈال دی گئی ہیں۔ اب جتنا چاہو تم گناہ کرتے رہو۔ ایک پادری کے متعلق حال ہی میں اخباروں میں آیا تھا جو کسی بد فعل میں پکڑا گیا اور اس نے بڑی جرأت سے یہ بیان دیا کہ میرے گناہ تو مسیح پر ایمان کے نتیجہ میں بخشے گئے ہیں، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو عیسائیت اور یہودیت کے غلط خیالات کا بطلان قرآن کریم میں جگہ جگہ ملتا ہے۔

آیت ۱۷۱: ﴿وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ﴾ اور وہ لوگ جو کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں ہم یقیناً اصلاح کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بالکل واضح بات ہے۔ جو سچے دل سے قرآن کو پکڑتے ہیں وہ کبھی ضائع نہیں ہوتے۔

آیت ۱۷۲: ﴿وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْا اَنَّهٗ وَاقِعٌ بِهِمْ. خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے پہاڑ کو ان پر بلند کیا گویا وہ ایک سائبان تھا اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ان پر گرنے ہی والا ہے۔ (اے بنی اسرائیل!) جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور جو اس میں ہے (اُسے) یاد رکھو تا کہ تم تقویٰ شعار ہو جاؤ۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہاں پہاڑ کو بلند کرنے کے متعلق بعض مفسرین نے غلط فہمی سے یہ لکھ دیا ہے کہ پہاڑ کو اٹھا کر ان کے اوپر کر دیا تھا، یہ درست نہیں۔ دراصل بعض وقت پہاڑ کی چٹانیں بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہیں اور ایک طرف کو جھکی ہوئی ہوتی ہیں اور لگتا ہے کہ اوپر گرنے والی ہیں۔ اس وقت اگر زلزلہ آ جائے تو لگتا ہے کہ اوپر گر جائے گی۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں اپنا ایک ذاتی مشاہدہ بھی بیان فرمایا کہ پہاڑ کا ایک حصہ آگے اتنا بڑھا ہوا تھا کہ اس کے نیچے جانوروں کے بڑے بڑے گلّے پناہ لیتے تھے۔

آیت ۱۷۳: ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ. اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ. قَالُوْا بَلٰى. شَهِدْنَا. اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ﴾ (سورۃ الاعراف ۱۷۳)۔ اور (یاد کرو) جب تیرے ربّ نے بنی آدم کی صُلب سے ان کی نسلوں (کے مادّۂ تخلیق) کو پکڑا اور خود انہیں اپنے نفوس پر گواہ بنا دیا (اور پوچھا) کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم گواہی دیتے ہیں۔ مبادا تم قیامت کے دن یہ کہو کہ ہم تو اس سے یقیناً بے خبر تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دہریت کا شکار ہیں مگر ان کے نفس کے اندر ایسی ایک گواہی ہے جس کا وہ انکار نہیں کر سکتے کہ وہ مخلوق ہیں اور ان کا پیدا کرنے والا ضرور کوئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انسانی زندگی کا نظام بہت پیچدار ہے۔ اس ضمن میں حضور نے کانوں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا اور فرمایا کہ انسان صرف اس پر غور کرے تو خدا کی ہستی تک پہنچ سکتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک دہریہ فلاسفر نے بھی اس کو سب سے بڑی مضبوط دلیل بتایا ہے کہ تمام عالم میں ایک بھی ملک ایسا نہیں جہاں اللہ کا تصور نہ ہو۔ پرانے زمانے میں زبانوں اور مسافتوں کے اختلاف کی وجہ سے ناممکن تھا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ یہ تصور پہنچا ہو۔ آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کے چھ سو قبائل تھے ان کی زبانیں مختلف تھیں، ان کی سرحدیں الگ الگ تھیں۔ محققین نے بتایا ہے کہ ان سب میں بلا استثناء اللہ کا تصور موجود ہے۔ اس کا نام جو مرضی ہے رکھیں مگر کہتے ہیں کہ ایک سب سے بالا ہستی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم نے ان کی صُلب میں یہ بات رکھ دی تھی۔ ہر انسان کی فطرت میں یہ بات ہے کہ مَیں ہوں تو میرا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ تو ہر انسان کا وجود خدا کی ہستی کی دلیل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: " وَاَشْهَدَهُمْ: ہر ایک لڑکے کو جب ہوش آتا ہے تو وہ اپنے پر گواہ ہوتا ہے کہ مَیں اپنا رب نہیں ہوں بلکہ ایک اور مدبر بالارادہ ہستی ہے"۔(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ ہر یک روح نے ربوبیت الٰہیہ کا اقرار کیا۔ کسی نے انکار نہ کیا۔ یہ بھی ایک فطرتی اقرار کی طرف اشارہ ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۸۴۔۱۸۵ حاشیہ نمبر ۱۱)

اسی طرح فرمایا: "ایسی چیز جو مظہر جمیع عجائبات صنعت الٰہی ہے مصنوع اور مخلوق ہونے سے باہر نہیں رہ سکتی"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کوئی بھی جاندار ہو وہ اللہ تعالیٰ کی صنعت پر ایک دلیل ہے۔ کس طرح وہ پیدا ہوا، کیسے اس کا ارتقاء ہوا۔ ارتقاء کو بے شک مان لیں لیکن کیسے ہوا یہ عجیب چیز ہے۔ لمبا حیرت انگیز نظام

ہے۔ آسٹریلیا کے کنگرو کو دیکھ لیں مادہ کے پیٹ کے نیچے تھیلی ہے اس میں دودھ ہیں اس میں وہ بچہ رکھتی ہے۔ وہ تھیلی کیسے بن گئی۔ اس کا بچہ جو بہت چھوٹا ہوتا ہے بھاگ نہیں سکتا۔ وہ تھیلی بنی بنائی اسے ملی اس میں وہ رہتا ہے وہیں اس کے لئے ماں کے دودھ بھی ہیں۔ یہ ارتقاء خود بخود نہیں بلکہ Directed ارتقاء ہے۔ ہر قدم پر ارتقاء بے شمار غلط راستے اختیار کر سکتا تھا مگر اللہ نے ہر جگہ اسے صحیح راستہ پر چلایا یہ ارتقاء خود بخود نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ایسی چیز جو مظہر جمیع عجائبات صنعت الٰہی ہے مصنوع اور مخلوق ہونے سے باہر نہیں رہ سکتی بلکہ وہ سب چیزوں سے اول درجہ پر مصنوعیت کی مہر اپنے وجود پر رکھتی ہے اور سب سے زیادہ تر اور کامل تر صانع قدیم کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ سو اس دلیل سے روحوں کی مخلوقیت صرف نظری طور پر ثابت نہیں بلکہ درحقیقت اجلی بدیہیات ہے ماسوا اس کے دوسری چیزوں کو اپنی مخلوقیت کا علم نہیں مگر روحیں فطرتی طور پر اپنی مخلوقیت کا علم رکھتی ہیں۔ ایک جنگلی آدمی کی روح بھی اس بات پر راضی نہیں ہو سکتی کہ وہ خود بخود ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ. قَالُوْا بَلٰى﴾ یعنی روحوں سے مَیں نے سوال کیا کہ کیا مَیں تمہارا ربّ (پیدا کنندہ) نہیں ہوں تو انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ یہ سوال و جواب حقیقت میں اس پیوند کی طرف اشارہ ہے جو مخلوق کو اپنے خالق سے قدرتی طور پر متحقق ہے“۔ یعنی یہ تمثیلی کلام ہے جو ثابت کرتا ہے کہ اگر روحیں اپنے نفس سے پوچھیں تو انہیں اس کے سوا کوئی جواب نہیں ملے گا کہ ہاں ہمارا ایک خالق ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ”جس کی شہادت روحوں کی فطرت میں نقش کی گئی ہے“۔ (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۶۸)

آیت ۱۷۴: ﴿اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ. اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ یا تم کہہ دو کہ شرک تو پہلے ہمارے آباء و اجداد ہی نے کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد آنے والی نسل ہیں۔ تو کیا جھوٹے لوگوں نے جو کیا اُس کے سبب سے تُو ہمیں ہلاک کر دے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پہلی آیت کے تسلسل میں اس کو پڑھیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ براہ راست کسی نبی کے ذریعہ تعلیم ملے یا نہ ملے اس کی روح میں جو پیوست تعلیم ہے وہ اس کو جھوٹا کرے گی۔

آیت ۱۷۵: ﴿وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ اور اسی طرح ہم آیات کو خوب کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ شاید وہ (حق کی طرف) لوٹ آئیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مختلف پیرایہ میں پھیر پھیر کر بات کو بیان فرماتا ہے تاکہ ہر قسم کے مزاج اور ہر قسم کے دماغ کے لئے تسلی کا سامان ہو۔ پس آیات کو پھیرنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر پہلو سے ان پر حجت پوری کر دیتا ہے۔

آیت ۱۷۶: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِىْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾۔ اور تُو اُن پر اس شخص کا ماجرا پڑھ جسے ہم نے اپنی آیات عطا کی تھیں پس وہ ان سے باہر نکل گیا پس شیطان نے اس کا تعاقب کیا اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

اس کی تشریح میں سب سے پہلے حضور ایدہ اللہ نے ﴿انسَلَخَ﴾ کی حل لغات پیش فرمائی السَّلْخُ کے اصل معنے کھال کھینچنے کے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں سَلَخْتُهٗ فَانْسَلَخَ کہ مَیں نے اس کی کھال کھینچی تو وہ کھچ گئی۔ پھر اسی سے استعارہ کے طور پر زرہ اتارنے اور مہینہ کے گزر جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے سَلَخْتُ دِرْعَهٗ مَیں نے اس کی زرہ اتار لی۔ سَلَخَ الشَّهْرُ وَانْسَلَخَ کے معنی ہیں مہینہ گزر گیا۔ (مفردات امام راغب)

﴿الْغٰوِيْنَ﴾ کی تشریح میں حضور نے فرمایا کہ اَلْغَيُّ اس جہالت کو کہتے ہیں جو غلط اعتقاد پر مبنی ہو۔ کیونکہ جہالت کبھی تو کسی عقیدہ پر مبنی ہوتی ہے اور کبھی عقیدہ کو اس میں دخل نہیں ہوتا۔ پہلی قسم کی جہالت کا نام غَيٌّ ہے...... یعنی جب عقیدہ میں جہالت ہو تو اسے غَيٌّ کہتے ہیں۔ غَاوٍ: بھٹک جانے والا، گمراہ اس کی جمع غَاوُوْن اور غَاوِيْن آتی ہے۔ (مفردات امام راغب)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت بھی ظاہر کرتی ہے کہ رفع کا معنی جسم سمیت اٹھانا نہیں اور اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بلعم باعور کو اللہ تعالیٰ گویا کھینچ کر اوپر لے جانا چاہتا تھا اور وہ بچہ کی طرح ضد کر کے نیچے کی طرف رہا۔ بلکہ ﴿اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ سے مراد دنیوی حرص اور دنیا کی ہوس ہے۔

لفظ ﴿يَلْهَثْ﴾ کی حل لغت میں حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ لَهِثَ. يَلْهَثُ لَهْثًا۔ سخت پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکالنا۔ ابن درید کہتے ہیں کہ لَهْثٌ کا لفظ درماندگی اور پیاس دونوں کے مجموعہ پر بولا جاتا ہے۔ (مفردات امام راغب)

امام رازی فرماتے ہیں کہ ”ابن عباسؓ نے فرمایا ﴿وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ مقاتل کہتے ہیں کہ دنیا مراد ہے۔ زجاج کا قول ہے کہ اس نے دنیا میں سکینت و سکونت پائی۔ علامہ واحدی کے نزدیک ان علماء نے اس آیت میں الارض سے مراد دنیا لی ہے کیونکہ دنیا ہی زمین ہے کیونکہ اسی میں وراثت زر و مال اور دیگر سامان متاع از قسم معادن و نباتات و حیوانات ہیں جو زمین سے نکلتے ہیں۔ اور وہ اسی زمین سے قوت اور تکمیل پاتی ہیں۔ پس دنیا ساری کی ساری زمین ہی ہے۔ پس زمین سے دنیا کو مراد لینا درست ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ یکدم ظاہر پر ہی محمول کیا جاتا تو یہ کہا جاتا اگر ہم چاہتے تو اس کا رفع فرما دیتے لیکن ہم نے نہیں چاہا۔ مگر فرمایا ﴿وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ (کہ لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا) جب یہی معنی متحقق ہوئے تو لازماً ﴿وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ﴾ اس کا قائم مقام ٹھہرے گا۔ جس کا معنی ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ آیات سے وابستگی سے روگردانی کی اور خواہشات کی پیروی کی۔ پس بے شک وہ ہلاکت کی دوزخ میں گرا۔ یہ آیت اصحاب علم کے لئے مشکل آیات میں سے ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اس شخص کو اپنی آیات اور نشانیوں سے خاص کرنے، اسے اسم اعظم سکھانے، اور دعاؤں کی قبولیت سے ممتاز کرنے کے بعد جب اس نے خواہشات کی پیروی کی تو دین سے نکل گیا اور وہ کتے کے درجے پر آیا“۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مفسرین کے خیال کی باتیں ہیں کہ وہ اسم اعظم کی رو سے ہر قسم کا انقلاب برپا کر دیا کرتا تھا۔

پھر امام رازی لکھتے ہیں:

”اس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ ہر وہ شخص جس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کثرت سے نازل ہوں گی۔ پس جب بھی وہ خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے ہدایت کی تقلید سے اعراض کرے گا تو اس کی اللہ تعالیٰ سے دوری بھی بہت زیادہ ہو گی اور اسی کی طرف رسول اکرم ﷺ کے اس قول میں ارشاد ہے ”مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا وَ لَمْ يَزْدِدْ هُدًى لَمْ يَزْدِدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا“ کہ جو علم میں ترقی کرے اور ہدایت میں ترقی نہ کرے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ سے دُوری میں ہی بڑھتا ہے۔ یا اس قسم کی بات کی جس کا مفہوم یہی ہے“۔

(تفسیر کبیر رازی)

اسی طرح امام رازی کہتے ہیں کہ: ”پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ کہ اس کی مثال اس قوم کی طرح ہے جس نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ پس آیات اللہ کے سب مکذبین کے لئے یہ تمثیل عمومیت کا رنگ رکھتی ہے۔

ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس سے مراد اہل مکہ ہیں جو ہادی کی آمد کی خواہش رکھتے تھے جو انہیں ہدایت سے ہمکنار فرمائے اور ایک داعی کے منتظر تھے جو انہیں اطاعت الٰہی کی طرف دعوت دے پھر وہ ان کے پاس آیا جس کے صدق اور دیانت میں وہ ذرا بھی شک نہیں کرتے تھے لیکن پھر بھی اس کو جھٹلا دیا۔ پس ان کو تمثیلی رنگ میں ایسا کتا قرار دیا گیا جس کو خواہ اس پر کوئی چیز اٹھائے یا چھوڑ دے دونوں صورتوں میں ہانپتا ہے کیونکہ وہ ہدایت یافتہ اس وقت بھی نہیں تھے جب انہیں رسول کے بغیر چھوڑا گیا اور اب جبکہ رسول آ گیا ہے پھر بھی ہدایت قبول نہیں کی اور وہ ہر حالت میں گمراہی پر قائم رہے بالکل اس کتے کی طرح جو ہر حالت میں ہانپتا ہے“۔ (تفسیر کبیر رازی)

سورۃ الاعراف کی آیت ۱۷۷ کا درس ابھی جاری تھا لیکن چونکہ اتوار کے روز درس کے آخر پر اس سے متعلق حاضرین کو سوالات کا موقعہ دیا جاتا ہے اس لئے حضور انور ایدہ اللہ نے اسی پر درس ختم فرمایا اور حاضرین کو سوالات کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آج بھی بعض احباب نے سوالات دریافت کئے جن کے جوابات حضور ایدہ اللہ نے عطا فرمائے اور اس کے ساتھ یہ پاکیزہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔

(مرتبہ: ابولبیب)

Open your eyes to a new way of looking for your business

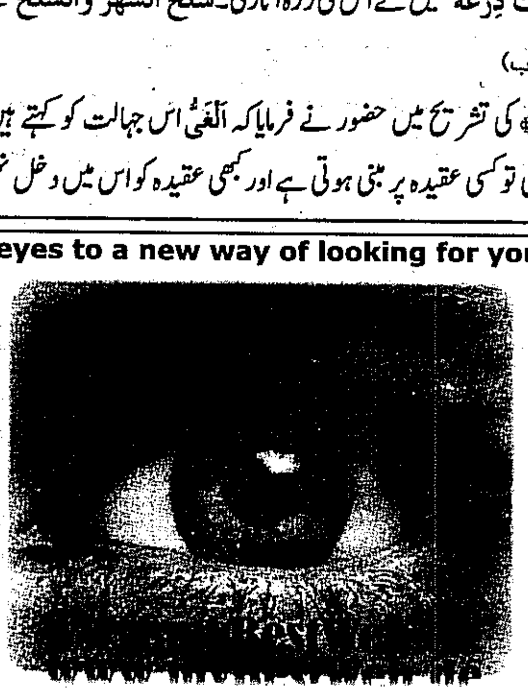

نئے رستے، نئی راہیں انٹرنیٹ کی وسیع دنیا میں اپنے بزنس کو متعارف کروانے کے لئے رابطہ فرمائیں۔

خصوصی پیشکش
☆پروفیشنل بزنس ویب سائیٹ۔
☆پروفیشنل آن لائین شاپ۔
☆پروفیشنل ای میل۔
محمد یونس بلوچ

www.myBestWeb.de
Profi-Business-Homepage Profi-Online-Shops Profi-Email-Module
Entdecken Sie neue Möglichkeiten, beantworten Sie alle Ihre Fragen. M.Younas Baloch
Email: info@myBestWeb.de Tel.:+49 (0)69-78 99 58 92 Fax:+49 (0)69-78 99 58 94

نئی صدی اور نئے ملینیم کا آغاز

اس نئے دور میں جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ کا انعقاد

سرزمین جرمنی کی خوش بختی کا ایک درخشندہ ثبوت

مسلسل تین روز تک افضال الٰہی کے نزول کا ایمان افروز تذکرہ

(مسعود احمد خان دھلوی)

(دوسری اور آخری قسط)

اللہ تعالیٰ نے جماعت کے عالمگیر غلبہ سے متعلق ان عظیم الشان بشارتوں اور پیشگوئیوں کے (وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ) پورا ہونے اور رفتہ رفتہ پورا ہوتے چلے جانے کو دنیا پر آشکار کرنے کا ذریعہ ہمارے للّٰہی جلسہ سالانہ کو بنا دیا۔ جیساکہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے سال بہ سال منعقد ہونے کے سلسلہ کی بنیادی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھی تھی اور فرمایا تھا کہ مَیں نے اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ شامل ہونگی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ قوموں کے جلسہ سالانہ میں آ شامل ہونے سے دنیا پر خود آشکار ہوتا چلا جائے گا کہ اطراف وجوانب عالم میں قوموں کی قومیں ہزاروں لاکھوں ہی نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہی ہیں جبھی تو ان کے نمائندے سال بہ سال جلسہ میں شریک ہوتے چلے آرہے ہیں۔

اب غور کرنے اور سوچنے والوں کے لئے یہ کتنا عظیم الشان نشان ہے کہ وہ جلسہ سالانہ جس کا آغاز ۱۸۹۱ء میں صرف ۷۵۔ احباب کی شرکت سے ہوا تھا خدائی بشارتوں کے عین مطابق اس میں سال بہ سال شرکت کرنے والے مخلصین کی تعداد بڑھتی چلی گئی حتی کہ قادیان اور پھر ربوہ میں منعقد ہونے والے جلسوں میں شرکت کرنے والوں کی تعداد سینکڑوں اور ہزاروں سے تجاوز کرتی ہوئی لاکھوں تک جا پہنچی۔ شرکت کی سعادت حاصل کرنے والے احباب کی تعداد میں بتدریج اضافہ اس حقیقت کو دنیا پر آشکار کرتا رہا کہ جماعت بفضلہ تعالیٰ نہ صرف برصغیر میں بلکہ اکناف عالم میں پھیل رہی ہے کیونکہ دوسری اقوام کے وفود کا سلسلہ بھی شروع ہوچکا تھا۔ ترقی کی یہ رفتار رفتہ رفتہ بتدریج جاری وساری تھی کہ پہلے ۱۹۷۴ء میں اور پھر اسی تسلسل میں ۱۹۸۴ء میں پاکستان کی حکومتوں کی طرف سے بعض روکیں پیدا کی گئیں حتی کہ ان روکوں کی وجہ سے ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو بامر مجبوری پاکستان سے بحفاظت انگلستان تشریف لے جاکر وہاں قیام کرنا پڑا اور وہاں قیام بمنشائے الٰہی طول پکڑتا چلا گیا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت پوشیدہ تھی ۔ ہرچند کہ مخالفین تو اپنے زعم باطل کی رو سے جماعت کی صف نعوذ باللہ من ذلک لپیٹ چکے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے مخالفین کی پیدا کردہ ان روکوں کو ہی 'عدو شر برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد' کی رو سے اپنی قائم کردہ جماعت کی بڑی برق رفتار ترقی اور اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اور غیروں کے نزدیک تعجب انگیز اضافہ اور برکت وکثرت کا موجب بنا دیا۔

اول تک انگلستان میں اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ برحق کے ورود مسعود اور انسانیت کی فلاح و بہبود کی پیش نظر آپ کے قیام کی بابرکت طوالت کے نتیجہ میں خداتعالیٰ کی قدرت نمائی سے ایم ٹی اے (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) انٹرنیشنل کے قیام اور اس کی عالمگیر نشریات کا نہایت مبارک اور انقلاب انگیز سلسلہ شروع ہوا۔ سو جیساکہ سیدنا

جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے والے احمدی مسلمان بادشاہ مکرم امیر صاحب جرمنی
اور بعض دیگر غیر از جماعت مہمانوں کے ہمراہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا تھا کہ جس طرح چراغ جو اونچی جگہ پر رکھا جاتا ہے تاکہ اس کی روشنی دُور دُور تک پھیلے اسی طرح اس جماعت کا چراغ اونچی جگہ پر رکھا جاکر دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائے گا۔ سو حضور علیہ السلام کے ارشاد کے بموجب ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے روشن کئے ہوئے چراغ کی اتنی بلندی اور رفعت تک رسائی ممکن ہوئی کہ جہاں سے اس کی روشنی فی الواقع ہر چہار طرف زمین کے آخری کناروں تک پہنچنے لگی اور آفاق کے کنارے چاروں طرف روشن ہو کر اس طرح جگمگا اٹھے کہ دنیا کی ہر قوم تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچنے اور دلوں میں اترنے کا سامان ہوتا چلا گیا۔ اُدھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتائید و توفیق الٰہی دنیا بھر کے احمدیوں میں دعوت الی اللہ کا فریضہ پورے جذبہ و جوش سے ادا کرنے کی ایسی روح پھونکی کہ کیا مبلغین کرام اور کیا افراد جماعت سب پیغام حق کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہوگئے حتی کہ انہوں نے اس راہ میں سردھڑ کی بازی لگا دی۔ اشاعت کے ان نئے سامانوں اور عالمگیر مساعی میں خدا نے ایسی غیر معمولی برکت ڈالی کہ لاکھوں ہی نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں اقوام عالم کی سعید روحیں جماعت میں داخل ہونے لگیں۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں اقوام عالم کی اس کثرت سے شمولیت اور دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے کو دنیا پر آشکار کرنے کا جماعت احمدیہ کے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کو دو طرح سے ذریعہ بنایا۔ اول تو افریقہ، امریکہ اور دوسرے براعظموں کے بڑے بڑے وفود (جن میں انڈونیشیا کو خصوصی اہمیت حاصل ہے) جلسہ میں شمولیت کے لئے ہزارہا میل دور سے جوق درجوق آنے لگے ۔ دوسرے حضور ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ عالمی بیعت کے مبارک سلسلہ کا آغاز فرماکر کُل عالم کو یہ نظارہ دکھانے کا انتظام فرمایا کہ سال بھر جاری رہنے والی تبلیغی مہم کے نتیجہ میں بیک وقت کروڑوں سعید روحیں حضور ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کر رہی ہیں۔ ہر قوم کا نمائندہ بیعت کے وقت جلسہ گاہ میں موجود ہو کر بیعت کے الفاظ کو بلند آواز سے دہراتا ہے۔ اور اس کی آواز ایم ٹی اے کے ذریعہ اُس کی قوم کے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھے ہوئے نومبایعین تک پہنچتی ہے اور وہ بھی بیعت کے الفاظ اپنی قومی زبان میں دہرا کر حضور کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے ہیں ۔ اس طرح مختلف اقوام عالم کے کروڑوں نومبایعین کو اپنے اپنے ملک میں مقررہ جگہ پر موجود رہ کر بیک وقت حضور ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ جلسہ میں حاضر احباب بھی تجدید عہد کے طور پر بیعت میں شامل ہوجاتے ہیں ۔ عالمی بیعت کا یہ ایک ایسا وجد آفریں نظارہ ہوتا ہے کہ دنیا کے پردہ پر ایسا حیران کن نظارہ اور کہیں نظر نہیں آتا۔

امسال نئی صدی اور نئے ملینیم کے سنگم پر منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر ہونے والی عالمی بیعت اس لحاظ سے ایک خاص شان کی حامل تھی کہ اس عالمی بیعت میں تیس (۳۰) سے زائد اقوام کے ۸ کروڑ ۱۰ لاکھ ۶ ہزار ۷۲۱۔ افراد نے شرکت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ یہ تعداد گزشتہ عالمی بیعت میں شمولیت کرنے والے احباب سے کہیں زیادہ ہے۔ نئی صدی اور نئے ملینیم کے سنگم پر سرزمین جرمنی میں منعقد ہونے والے اس پہلے جلسہ سالانہ میں اتنی بڑی تعداد میں دنیا کے مختلف اقوام کے افراد کی عالمی بیعت کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں شمولیت اس آسمانی اشارہ کی حامل ہے کہ نئی صدی میں خداتعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق جماعت کو بہت زیادہ ترقی دے گا ۔ یہ ترقی اتنی غیر معمولی اور حیران کن ہوگی کہ ان کی کثرت دنیا والوں کی نگاہ میں عجیب ثابت ہو کر ان کو تعجب میں ڈالنے کا موجب بنے گی اور یہ کہ خداتعالیٰ اس طرح اسلام کو تمام دنیا پر غالب کرنے والے نشانات بڑی کثرت سے دکھائے گا۔ اور ہم جرمنی کی سرزمین میں اس تاریخی جلسہ کے انعقاد کی بناء پر یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ نئی صدی میں جرمنی کا ملک بھی غلبہ اسلام کو آشکار کرنے والے نشانوں کا بطور خاص مورد بنے گا۔ اے خدا! تو ایسا ہی کر۔

الغرض امسال عالمی بیعت کا نظارہ اس قدر دل خوشکن، دلوں پر اثر کرنے والا اور ایمان ویقین کو پختہ سے پختہ تر کرنے والا تھا کہ بیعت کے الفاظ دہرانے کے دوران جلسہ میں موجود ہزاروں احباب کی روحیں گداز ہوگئیں اور دلوں پر ایسا رقت کا عالم طاری ہوا کہ بہت سے احباب کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے ۔ یہ آنسو تضرع اور عاجزی کے اظہار کے ساتھ ساتھ خوشی کے بھی آئینہ دار تھے کیونکہ نفوس واموال میں برکت اور کثرت کے خدائی وعدوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے تھے اور ان کے روحانی مسرتوں سے جھومنے والے دل اس یقین سے پُر تھے کہ آنے والے وقتوں میں ہمارا صادق الوعد خدا اس سے بھی بڑھ کر کثرت اور برکت کے نمونے دکھا کر دنیا پر ثابت کر دکھائے گا کہ

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

سوزوگداز اور تضرع وابتہال کے عالم میں بیعت کے الفاظ دہرانے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آخر میں
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ
اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ
رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ
فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

کے دعائیہ کلمات اس درد و کرب اور حالت زار ونزار کے آئینہ دار لہجہ میں دہرائے کہ تمام احباب پر بھی رقت اور سوز و گداز کی حالت طاری ہوئے بغیر نہ رہی اور وسیع و عریض "مارکی" (پنڈال) اور اس کا ماحول ہزاروں احباب کی دردناک آوازوں سے گونجتا رہا۔ ہزاروں احباب کی روحیں گداز ہو کر آستانۂ الوہیت پر بہ نکلیں اور جب حضور نے اور حضور کی اقتداء میں تمام حاضر احباب نے شکرانہ کے طور پر سجدہ ریز ہو کر خدا کے حضور دعائیں کیں اور سجدہ سے سر اٹھایا تو اس وقتِ اصفٰی کے دوران یوں محسوس ہوا کہ خدائی تصرف کے زیر اثر سینے اندر سے دُھل کر صاف ہو گئے ہیں اور روحوں کو ایک نئی بالیدگی نصیب ہوئی ہے۔ اس خوشخبری اور عالمی بیعت کی شکل میں اس کے عملی مظاہرے پر کہ گزشتہ ایک سال کے دوران اقوام عالم کی آٹھ کروڑ سے بھی زیادہ سعید روحیں جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئیں دل حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہو گئے۔ خدائی وعدوں کے بتدریج پورا ہونے اور مسلسل پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ پورا ہونے کی یہ جھلک ایک ایسے روحانی انعام کا درجہ رکھتی ہے جس کی وجد آفریں کیفیات کو وہی محسوس کر سکتے ہیں جنہیں خدائے قادر و کریم کی رحمت بے پایاں نے ایسے مبارک و مسعود موقع پر وہاں موجود ہونے کی سعادت سے نوازا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

روحانی کیفیات کو نقطۂ عروج پر پہنچانے والے آسمانی تصرفات

جلسہ سالانہ کے پر تاثیر و انقلاب آفریں ایام میں قلوب و اذہان پر طاری ہونے والی وہ روحانی کیفیات جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پر معارف خطبہ جمعہ سے شروع ہو کر جلسہ کے حقائق و معارف کے آئینہ دار پروگراموں اور حضور ایدہ اللہ کے نزولِ افضالِ الٰہی کے ایمان افروز تذکروں پر مشتمل خطابات، عالمگیر محبت و اخوت کے پر کیف نظاروں، محیر العقول پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو آشکار کرنے والے وجد آفریں منظروں اور روح پرور آسمانی نشانوں کے پیہم ظہور کے نتیجہ میں مسلسل فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جا رہی تھی انہیں نقطۂ عروج پر پہنچانے میں بعض خفی اور جلی آسمانی تصرفات خاص کا بہت دخل تھا۔ ان میں سے اکثر غیر مشہود ہونے کے باوجود جلسہ میں موجود ہزاروں افراد اپنے وجودوں اور ان کے اثرات کو مسلسل محسوس کر رہے تھے۔ ان آسمانی تصرفات میں سے سب سے اہم اور مؤثر وہ دعائیں تھیں جو جلسہ میں شرکت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے والوں کے حق میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عہد سعادت میں کیں اور آپؑ کے بعد اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے آپ کے خلفائے سلسلہ اپنے اپنے عہد مبارک میں کرتے چلے آ رہے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائی اذن کے تحت جلسۂ سالانہ کی بنیاد رکھتے وقت اس کی بنیادی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"تمام مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسولِ مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ .... حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے"۔

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱، ۳۵۲)

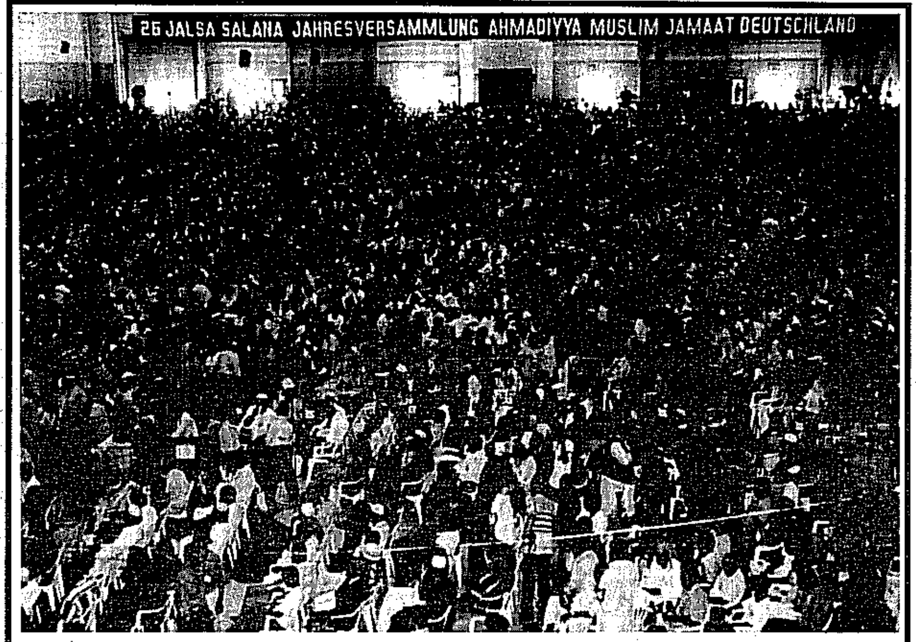

جلسہ سالانہ جرمنی کے شرکاء کا ایک روح پرور نظارہ

سو جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضورؑ کی اتباع میں خلفائے سلسلہ احمدیہ کی اپنے عہد مبارک میں انقلاب انگیز دعائیں اور ان کی خداداد قوت ہائے قدسیہ اپنا اثر دکھا رہی ہوتی ہیں اور جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کی زندگیوں میں پوشیدہ طور پر پاک تبدیلی پیدا کرنے پر منتج ہو رہی ہوتی ہیں اور اس طرح جلسہ کے زیر اثر پروان چڑھنے والی روحانی کیفیات اپنے نقطۂ عروج کی طرف بڑھ رہی ہوتی ہیں۔

نئی صدی اور نئے ملینیم کے سنگم پر منعقد ہونے والے اس تاریخی جلسہ سالانہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے والے نمائندوں کی اصل خوش بختی ہی یہ ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلے سے کی ہوئی دعاؤں اور متبعین کی زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے والی قوت قدسیہ سے اور اس زمانہ میں حضور علیہ السلام ہی کے تتبع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اثر انگیز دعاؤں اور قوت قدسیہ سے فیضیاب ہونے کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ کسی مقدس و مطہر آسمانی وجود کی قوت قدسیہ سے مستفیض ہونے کے لئے اس پاک وجود کی تریاقی صحبت اور جسمانی و روحانی قربت کی نعمت غیر مترقبہ کا میسر آنا ضروری ہوتا ہے۔ نئی صدی اور نئے ملینیم کے سنگم پر منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے اقوام عالم کے نمائندوں کا یہ اعزاز کس درجہ قابل قدر اور قابل رشک ہے کہ انہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی قربت اور تریاقی صحبت سے مستفیض ہونے اور حضور کی دعاؤں کا مورد بننے کی سعادت نصیب ہوئی جس کی وجہ سے انہیں حالت انقطاع کے زیر اثر خدا تعالیٰ کی طرف کھنچنے اور حسب ارادت و عقیدت پاک تبدیلی سے مالا مال ہونے کا انمول موقعہ میسر آیا اور جلسہ میں حاصل ہونے والی روحانی کیفیات کو نقطہ عروج پر پہنچانے والے آسمانی تصرفات کی اثر انگیز کارفرمائی کا مورد بننے کی سعادت ان کے حصہ میں آئی۔

یہ بھی درست ہے اور اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ مشرق و مغرب کے ممالک میں رہنے والے کروڑوں احمدی احباب ان آسمانی تصرفات کی کارفرمائی اور اثر انگیزی کے سلسلہ میں دُور کے جلوے سے مستفیض ہوئے اور ضرور ہوئے لیکن ان آسمانی تصرفات کی کارفرمائی اور اثر انگیزی کے انتہائی قریبی جلوہ تاباں کے بالمشافہ مشاہدہ کی بات ہی اور ہے۔ یہ وہی جانتے ہیں جنہیں روحانی کیفیات کو بام عروج پر پہنچانے والے آسمانی تصرفات کے جلوۂ تاباں کو انتہائی قریب سے دیکھنے کی سعادت ملی۔ اور ہزاروں تو ایسے بھی تھے جنہیں حضور ایدہ اللہ سے انفرادی یا فیملی ملاقات کا شرف نصیب ہوا اور جو ان کے بھاگ جگانے کا

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

جرمنی بھر سے تمام دنیا میں بالخصوص پاکستان سفر کرنے والوں کے لئے خوشخبری

پی آئی اے، گلف، امارات اور دوسری ہوائی کمپنیوں کے ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت کے لئے پیش پیش۔ ہر قسم کی پریشانی سے بچنے کے لئے اپنے سفر کے پروگرام کو قبل از وقت ترتیب دیں اور بکنگ کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ حج اور عمرہ کی بکنگ جاری ہے

رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

Dieselstr.20 , 64293 Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394

Mobile: 0170-5534658

موجب بنا۔

نئی صدی اور نئے ملینیم کا یہ نہایت کامیاب جلسہ سالانہ اس امر پر مہر تصدیق ثبت کرنے کا موجب بنا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عالمگیر غلبہ کا زمانہ قریب سے قریب تر آرہا ہے اور یہ غلبہ بالآخر اپنے کمال کو پہنچے بغیر نہ رہے گا۔ قطرہ میں دجلہ دکھلانے اور جزء میں کل کا نظارہ کرانے والی بصیرت اہل بصیرت کو اسلام کے عالمگیر غلبہ کا آج بھی مشاہدہ کرا رہی ہے۔ مبارک ہوں گے وہ اربوں بندگان خدا جو اپنی جاگتی آنکھوں سے اس حقیقی اور دائمی غلبہ کو دیکھیں گے اور اس کے ثمرات سے مستفیض ہونگے اور مبارک ہیں اس دور کے وہ خوش نصیب بھی جن کے دل نور یقین سے پُر ہیں اور اس نورِ یقین کی بدولت وہ عالمِ خیال میں اس غلبہ کو آج بھی دیکھ کر خدا تعالیٰ کی حمد بجالا رہے ہیں اور ان کے دل اس کے شکر سے لبریز ہیں۔

اور اے جرمنی کی خوش نصیب سرزمین تجھے بھی مبارک ہو کہ خدا نے تجھے یہ شرف بخشا کہ اکیسویں صدی اور نئے ملینیم کا پہلا جلسہ سالانہ خدائی فیصلہ کے بموجب تجھ پر منعقد ہوا۔ یہ وہ تاریخی جلسہ سالانہ ہے جو اسلام کے موعودہ عالمگیر غلبہ کے حق میں ایک ایسے بلند آہنگ نقیب کی حیثیت رکھتا ہے جو نقارہ پر چوٹ مار مار کے غلبہ اسلام کی آمد کا اعلان کر رہا ہے اور آسمانی موسیقار زور زور سے قرنا بجا کر دنیا کو خبردار کر رہے ہیں کہ اسلام کا پورے کرۂ ارض پر غالب آنا خدائی تقدیر ہے دنیا کی کوئی طاقت اس خدائی تقدیر کے بروئے کار آنے میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔ اس تاریخی جلسہ نے اپنی تمام تر کامرانیوں اور کامیابیوں سے دنیا پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کی صداقت کو پوری قوت سے پھر آشکار کر دکھایا ہے۔

آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاھد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

(اس مضمون میں دی گئی تصاویر کے لئے ادارہ مکرم بشیر احمد صاحب ناصر آف کینیڈا کا مشکور ہے)

بقیہ: خطبہ جمعہ از صفحہ اول

پہلوؤں کا ذکر فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مومن نہ ہو جاؤ اور اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو اور وہ امر جس کے نتیجہ میں تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے وہ یہ ہے کہ تم سلام کو رواج دو۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جایا کرو تو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا موجب ہوگا۔ اسی طرح حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی سے ملے تو سلام کرے۔ ایک مجلس کے قریب سے آنحضرت ﷺ گزرے جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہودی سب بیٹھے ہوئے تھے، آنحضرتؐ نے ان سب کو سلام کہا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کل یہ حال ہے کہ پاکستان میں احمدیوں کو سلام کہنے کے جرم میں قید کیا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے امراء کا یہ حال ہے کہ غریب انہیں سلام کہے تو اسے وعلیکم السلام کہنا بھی گستاخی خیال کرتے ہیں۔ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا اب تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں وہ اس کے کسی کام نہیں آسکتے۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ یٰسین کی آیت ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ کے ذکر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے متعلق ایک الہام اور اس کے حیرت انگیز طور پر بڑی شان سے پورا ہونے کا ایمان افروز تذکرہ بھی فرمایا۔

پھر حضور نے مختلف آیات قرآنیہ کا ذکر فرمایا جن میں حضرت نوح علیہ السلام پر، حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت یحیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء سے متعلق سلام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ حضور نے بتایا کہ حضرت یحیٰؑ کے متعلق یہ ذکر ہے کہ وہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے والے تھے اور حضرت عیسیٰؑ کے تعلق میں والدین کی بجائے صرف والدہ کا ذکر ہے۔ اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپؑ کی ولادت بن باپ ہوئی تھی۔ اسی طرح آپ کو زکوٰۃ کا بھی حکم ہوا ہے۔ ﴿سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ﴾ کے تحت حضور ایدہ اللہ نے قدرے تفصیل سے حضرت ابراہیم پر سلامتی اور حضرت اسماعیل کے ذبح عظیم کے بدلہ بچائے جانے کا تذکرہ فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ ذبح عظیم سے مراد آنحضرتؐ کے صحابہ تھے جنہوں نے غیر معمولی طور پر اپنی جانیں قربان کیں۔ حضور نے حضرت موسیٰ وہارون پر سلامتی اور الیاسین پر سلام اور سب مرسلین پر سلام والی آیات کا بھی ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ صرف قرآن کریم ہی ہے جس میں سب مرسلین پر سلام بھیجا گیا ہے۔ قرآن صرف سابقہ انبیاء کی تصدیق نہیں کرتا بلکہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتا چلا جاتا ہے اور یہ اس کے افضل ہونے کا ثبوت ہے۔ حضور نے آخر پر حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ارشادات بھی پیش فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دلوں کو پاک کیا کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں۔ اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو۔ جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے آگے بڑھتا ہے اسے اسی جگہ سزا دی جاتی ہے۔

بقیہ: خطبہ عیدالفطر از صفحہ اول

طرح آپ فرماتے ہیں کہ جو بدی کا بدی سے مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ نہ کرو۔

حضور ایدہ اللہ نے آیات قرآنی کے حوالہ سے بھی صفت سلام کا ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ آنحضرتؐ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار پڑھتے اور پھر یہ دعا کرتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام۔ حضور نے فرمایا کہا السلام یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔ خدا امن کا بخشنے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کا بھی ذکر فرمایا جن میں سلام کا ذکر ہے۔ حضور نے شفقت علی خلق اللہ اور کمزوروں کی مدد کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ اپنی عید کی خوشیوں میں اپنے غریب بھائیوں کو ضرور شامل کریں۔ امراء اپنے بچوں کے علاوہ غریبوں کے گھروں میں جاکر ان کو عیدی دیں۔ حضور نے ساری دنیا کی جماعتوں کو عید مبارک کا پیغام دیتے ہوئے افراد خاندان اور مختلف عزیزوں اور ربوہ کی مختلف انجمنوں اور مختلف ممالک کی طرف سے مبارکباد کے خطوط و پیغامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خواہش کے باوجود سب کو الگ الگ جواب دینا ممکن نہیں اس لئے ایم ٹی اے کے ذریعہ اپنی طرف سے اور ساری جماعت کی طرف سے سب کو دل کی گہرائیوں سے عید مبارک پیش کرتا ہوں۔ حضور نے آخر پر شھداء احمدیت کے پسماندگان اور اسیرانِ راہ مولا کو بالخصوص دعا میں یاد رکھنے کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ یہ انہی کی برکتیں ہیں کہ ساری دنیا میں جماعت کروڑوں کی تعداد میں پھیل رہی ہے۔ اللہ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آخر پر حضور نے ہاتھ اٹھا کر خاموش اجتماعی دعا کروائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ ﷺ ہے"۔ (الحکم ۳۱ رمئی ۱۹۰۰ء)

MTA + DIGITAL CHANNELS skydigital

You can now watch MTA on 13°E and on Sky 28.2°E in UK and Europe.
We supply and install all makes, for fixed or motorised systems across UK and Europe.
Installation engineer's phone numbers as listed:

UK ENGINEER LIST	
London:	0208 480 8836
London:	07900 254520
London:	07939 054424
London:	07956 849391
London:	07961 397839
High Wycombe:	01494 447355
Luton:	01582 484847
Birmingham:	0121 771 0215
Manchester:	0161 224 6434
Sheffield:	0114 296 2966
W.Yorkshire:	07971 532417
Edingburgh:	0131 229 3536
Glasgow:	0141 445 5586

EUROPE ENGINEER LIST	
France:	01 60 19 22 85
Germany:	08 25 71 694
Germany:	06 07 16 21 35
Italy:	02-35 57 570
Spain:	09 33 87 82 77
Holland:	02 91 73 94
Norway:	06 79 06 835
Denmark:	04 37 17 194
Sweden:	08 53 19 23 42
Switzerland:	01 38 15 710

PRIME TV
B4U
SONY
BANGLA TV
ARY DIGITAL
ZEE TV

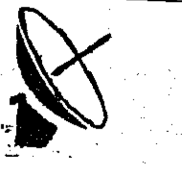

MAIL ORDER
SMS, Unit 1A Bridge Road
Camberley, Surrey. GU15 2QR. UK
Tel: 01276 20916 Fax: 01276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
EXPORT

جرمنی کے احباب کے لئے سنہری موقع

Microsoft Certified Professional IT Training Centre

گورنمنٹ جرمنی کا تسلیم شدہ ایجوکیشن سنٹر

Tel :0049+511+404375 & 0049+1703826764 Fax: 0049-511-4818735

E-mail: Khalid@t-online.de Ehrharstr.4 30455 Hannover

(Telekommonikationstechnik) کا جدید ترین کالج

Informatiker , IT- System-Elektroniker and other neu IT-Profession's

Arbeitsamts سے اپنے تعلیمی اخراجات دلوانے کے لئے مزید معلومات ہمارے دفتر سے حاصل کریں

Fach Informatiker, IT-System-Electroniker and other neu IT-Profession's
in only 4 weeks IHK Certificate for (MCSE+MCDBA IT-System Administrator)
For (MCSE+CCNA+CCNP IHK Certificate in 4 weeks Netzwerk Administrator)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

احمدی مستورات قربانیوں کے میدان میں

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان ملینیم نمبر میں احمدی مستورات کی بے مثال قربانیوں کا بیان کرتے ہوئے محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ اپنے مضمون میں رقمطراز ہیں کہ حضرت امّ المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ نے ہر ضرورت کے وقت اپنے زیور اور نقد سے خدمت کرکے ایک پاک نمونہ قائم فرمایا۔ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے ایک ہزار روپیہ پیش کیا اور اس کے لئے دہلی میں واقع اپنے ایک مکان کو فروخت کردیا۔ الفضل کے اجراء پر اپنی ایک زمین پیش کردی جو قریباً ایک ہزار روپے میں فروخت ہوئی۔

جب حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان کی عورتوں سے مسجد برلن کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کی تو اگرچہ مخاطب خواتین بہت غریب تھیں لیکن ایک ہی دن میں ساڑھے آٹھ ہزار روپے نقد اور وعدوں کی صورت میں چندہ ہو گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک مضمون میں ان قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مسکین پٹھان عورت جو اپنے ملک کے بھیڑیا صفت مولویوں کے مظالم سے تنگ آکر قادیان ہجرت کر آئی ہے اور بوجہ ضعف کے سوٹا لے کر بمشکل چل سکتی ہے، اُس نے دو روپے چندہ دیا ہے۔ اسی طرح ایک اور بہت ضعیف پٹھان عورت جو بمشکل اردو کے چند الفاظ بول سکتی تھی، میرے پاس آئی۔ اُس کی ہر چیز اُسے بیت المال سے ملی ہے لیکن اُس نے دو روپے میرے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ میرا دل اُس محسن کے احسان کو یاد کرکے جس نے ایک مُردہ قوم میں سے ایسی زندہ اور سرسبز روحیں پیدا کردیں، شکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہو رہا تھا۔

تاریخ میں ایک اَور مہاجر عورت کا ذکر ملتا ہے جس کے پاس صرف دو بکریاں تھیں اور اُس نے وہی چندہ میں پیش کردیں۔ بیرون از قادیان کی خواتین نے بھی اس تحریک پر والہانہ رنگ میں لبیک کہا۔ مضمون نگار نے تاریخ میں درج ایسی بہت سی خواتین کے نام دیئے ہیں جنہوں نے اپنا سارا زیور اور قیمتی کپڑے بھی پیش کردیئے۔

احمدی خواتین نے اپنے نفس اور جذبات کی قربانی بھی کئی پہلوؤں سے بارہا دی۔ کبھی تحریک جدید کے مطالبات پر عمل کرتے ہوئے انتہائی سادہ زندگی بسر کی۔ کبھی اپنے واقفین زندگی خاوندوں کو برسوں دعوت الی اللہ کے لئے دیار غیر میں بھجوادیا اور زبان پر کبھی شکوہ تک نہیں آیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی اکثر بیگمات نے اپنے عظیم خاوند کی ذمہ داریوں میں اُن کا جس طرح ساتھ دیا ہے وہ تاریخ کا ایک شاندار حصہ ہے۔ حضرت سیدہ امّ طاہر کی وفات پر حضورؓ نے ایک مضمون میں لکھا: ''مریم ایک بہادر عورت تھیں۔ جب کوئی نازک موقع آتا، مَیں یقین کے ساتھ اُن پر اعتبار کرسکتا تھا۔ اُن کی نسوانی کمزوری اُس وقت دَب جاتی، چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا کہ اب موت یا کامیابی کے سوا اس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے، یہ مرجائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔ ضرورت کے وقت راتوں اس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے اور تھکان کی شکایت نہیں کی''۔

احمدی خواتین نے مصائب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہادری اور اخلاق کی کئی مثالیں قائم کیں۔ ۱۹۵۳ء میں جب حضرت سیدہ امّ داؤد صاحبہ شدید بیمار تھیں اور میو ہسپتال لاہور میں داخل تھیں تو ملّاؤں کا ایک جلوس نعرے لگاتا ہوا ہسپتال کے دروازہ پر پہنچا اور پوچھا کہ یہاں کون مرزائی عورت داخل ہے۔ اُس وقت آپ کو شدید نقاہت کی حالت میں ہسپتال کی دیواروں کے اوپر سے پھلانگتے ہوئے ایک فوجی جیپ کے ذریعہ (جس کا انتظام محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے کروایا تھا) رتن باغ لایا گیا۔

تقسیم ہندوستان کے وقت حفاظت مرکز کے لئے کئی عورتوں نے اپنے بیٹوں اور خاوندوں کو بخوشی اس کام کے لئے پیش کردیا اور پھر اپنے عزم کا اس انداز سے اظہار کیا کہ جس سے مردوں کے حوصلے بلند ہوئے اور بعض اس راہ میں شہادت کا رتبہ پاگئے لیکن انہوں نے پیٹھ نہیں دکھائی۔ پاکستان میں احمدیوں پر جو ظلم و ستم توڑے گئے ہیں اُن کی داستان بہت طویل اور دکھوں سے لبریز ہے۔ احمدی عورتوں نے نہایت استقلال سے ان دکھوں کو جھیلا۔ اپنے پیاروں کی شہادت کا صدمہ اٹھایا اور اسیری کا دکھ برداشت کیا۔ مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم میاں مہردین صاحب آف گوجرانوالہ کے دو بیٹے ۱۹۷۴ء میں شہید کردیئے گئے۔ مکرمہ صفیہ صدیقہ صاحبہ کے خاوند محترم چودھری منظور احمد صاحب، ایک بیٹے اور داماد گوجرانوالہ میں ایک ہی دن میں شہید کردیئے گئے۔ ایسی ہی کئی خواتین کے حوصلہ، ہمت اور جرأت کا ذکر کرنے کے بعد حضور انور نے فرمایا تھا: ''ان پاک خواتین نے ...... آپ کے لئے ایک راہ عمل معین کردی ہے۔ وہ زمین پر چلنے والی ایسی تھیں کہ آسمان پر کہکشاں کی طرح ان کے قدموں کے نشانات ہمیشہ تاریخ میں روشن رہیں گے۔ اگر ایسے واقعات پھر رونما ہوں تو میری نصیحت یہ ہے کہ دنیا چند روزہ ہے، جو کچھ بھی ہوجائے، اپنے ایمان کو سلامت رکھتے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہوں۔ جو شہید کا مرتبہ پانے والے ہیں وہ کبھی مر نہیں سکتے۔ آسمان کا خدا گواہ ہے کہ آپ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اور آپ ہی کی زندگی سے آپ کے بعد پیچھے رہنے والی قومیں زندہ رہیں گی اور اس کا فیض پاتی رہیں گی''۔

...... ❀ ...... ❀ ...... ❀ ......

جماعت احمدیہ اور خدمت انسانیت

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان کے ملینیم نمبر ۲۰۰۰ء میں جماعت احمدیہ اور خدمت انسانیت کے حوالہ سے مکرم مولوی برہان احمد ظفر صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُسکے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اسکے چھڑانے میں اس کی مدد نہیں کرتا تو مَیں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

حضور علیہ السلام نے بہت سے ایسے لوگوں کی ہمیشہ مالی مدد فرمائی جنہوں نے اپنی ساری زندگی حضورؑ کے خلاف مقدمہ بازی میں صرف کردی تھی۔ ان میں سے ایک شخص نہال سنگھ بھی تھا جس نے کئی احمدیوں پر خطرناک جھوٹا فوجداری مقدمہ بھی دائر کروایا تھا۔ مقدمہ کے ایام میں اُس کی کسی عزیزہ کیلئے مشک کی ضرورت پڑی جو بہت قیمتی چیز تھی۔ اس حالت میں وہ حضورؑ کے دروازہ پر آکر سوالی ہوا تو حضورؑ اُس کا سوال سنتے ہی اندر تشریف لے گئے اور نصف تولہ کے قریب مشک لاکر اُسکے حوالہ کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طبی خدمات بیان سے باہر ہیں۔ آپؓ نے ہزاروں مریضوں کا مفت علاج کیا بلکہ نادار مریضوں کی مالی مدد بھی فرمائی۔ آپؓ نے ہزارہا مریضوں کو قرض بھی دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ساری زندگی محتاجوں اور مستحقین کی عملی خدمت کے لئے جدوجہد کرتے گزر گئی۔ ۱۹۴۷ء میں ساٹھ ہزار سے زائد افراد نے قادیان میں پناہ لی۔ حضورؓ نے اپنے آدمیوں کو بھوکا رکھتے ہوئے بھی پناہ گزینوں کو کھانا کھلایا۔ ۱۹۴۳ء میں بنگال اور اڑیسہ میں قحط پڑا تو جماعت کی طرف سے اُن کی بھرپور مالی مدد کی گئی۔ اگست ۱۹۵۴ء میں مشرقی پاکستان میں سیلاب آیا تو جماعت نے ہر طرح کی مدد کی۔ خوراک اور لباس کے ساتھ ساتھ بیمار افراد کو دوائیں تقسیم کیں اور دس ہزار افراد کو ٹیکے لگائے گئے۔ ربوہ کے نواح میں احمدیوں کے مخالفین کو جب بھی سیلاب نے تباہ کیا تو احمدیوں نے اُن کی دشمنی بھلا کر اُن کی ہر طرح سے بھرپور مدد کی۔

خلافت رابعہ کے انقلابی دَور میں بیوت الحمد تحریک کے تحت بے شمار خاندانوں کو باعزت چھت فراہم کرنے میں شاندار خدمت کی گئی۔ ۱۹۸۹ء میں جب سلمان رشدی کے خلاف نام نہاد علماء کی طرف سے مسلمانوں کو اکسا کر جلوس نکالا گیا جن پر بھارت میں گولی چلائی گئی اور بمبئی میں بارہ افراد شہید ہوئے تو اگرچہ مسلمان علماء کا طرز عمل اسلامی تعلیم کے برعکس تھا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنی جانیں فدا کیں، اُن کی اکثریت معصوم ہے اور صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی غیرت پر حملہ ہوتے ہوئے دیکھ کر انہوں نے اپنے لئے زندہ رہنا پسند نہیں کیا۔ جب مولویوں نے انہیں کہا کہ آج دین کی غیرت تمہیں بلا رہی ہے تو جو کچھ اُن کے پاس تھا، یعنی ننگی چھاتیاں لے کر وہ میدان میں نکل آئے۔ اُن کے پسماندگان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ یہ معاملہ ایسا ہے جس میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت اور احترام کا تعلق ہے، آپؐ کی محبت اور غیرت کا تعلق ہے۔ اسلئے ہر جگہ جماعت احمدیہ کو مَیں ہدایت کرتا ہوں کہ جہاں جہاں ایسے لوگ اُس نام پر شہید ہوئے ہیں، اُن کے گھروں تک پہنچیں اور اگر محسوس کریں کہ اقتصادی لحاظ سے اُن کی امداد کی ضرورت ہے تو جماعت تحقیق کے بعد فوری طور پر مجھے رپورٹ کرے۔ آپؐ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے پسماندگان کو ذلیل نہیں ہونے دیا جائیگا۔

چنانچہ تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ شہداء کے پسماندگان کو واقعی کسی نے بعد میں نہیں پوچھا۔ وہ لوگ جو اِن کو گھروں سے نکالنے میں پیش پیش تھے وہ دوبارہ اِن کے حالات دیکھنے نہیں آئے۔ چنانچہ مقامی جماعت کی سفارش پر حضور انور نے چار خاندانوں کے لئے مستقل امداد جاری فرمائی اور اپنے خط میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ ''ان خاندانوں کو بتادیں کہ اس امداد میں کسی قسم کی کوئی مذہبی Tie نہیں ہے۔ آپ اپنے عقیدہ میں کُلی طور پر آزاد ہیں۔ اس بارہ میں کسی قسم کی الجھن کی ضرورت نہیں ہے''۔ امداد کا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

مضمون میں قدرتی آفات (زلازل، سیلاب اور قحط) کے دوران جماعتی خدمات کو کسی قدر اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔ نیز فسادات کے دوران جماعتی امداد کا بھی بیان ہے۔ ۲۴؍اکتوبر ۱۹۸۹ء کو بھاگلپور میں مذہبی فسادات بھڑک اٹھے جن کے نتیجے میں کئی گھرانے اُجڑ گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ایسے وقت دو کالونیاں تیار کرنے کی ہدایت فرمائی اور ایک کالونی ''کرشن نگر'' میں ہندوؤں اور دوسری کالونی ''طاہر نگر'' میں مسلمانوں کو بسایا گیا۔ پھر بابری مسجد کی شہادت پر جب بمبئی میں بدترین فسادات پھوٹ پڑے اور ایک ہی دن میں پچاس ہزار افراد مہاجر بن کر رہ گئے تو جماعت احمدیہ نے تمام علاقوں میں امدادی پروگرام شروع کئے۔ پانچ علاقوں میں ریلیف کیمپ لگائے۔ ایک ہزار سے زائد کمبل اور چادریں تقسیم کی گئیں۔ سینکڑوں افراد کو گھروں کو واپس جانے کیلئے کرایہ مہیا کیا گیا۔ جماعت کی امداد بلاتفریق مذہب ہر پناہ گزین کیلئے تھی۔ اسی طرح متعدد مقامات پر جماعت کئی مکانات تعمیر کرکے مستحقین کو دے چکی ہے۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

07/01/2002 – 13/01/2002

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 7th January 2002

00.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
01.00 Children's Class: By Huzoor No.162, First Part, Rec: 11.03.00
01.30 Children's Workshop: Prog. No.4
02.05 MTA USA: Around the Globe. Canada's National Parks.
03.05 Ruhanni Khazaa'en: Quiz Programme Organised by Jamaat Ahmadiyyat Rabwah
03.40 Rencontre avec les Francophones
04.40 Learning Chinese: Lesson No.243
05.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.442 Rec.13.01.00
06.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00 MTA Speech: Ata-ul-Mujeeb Rashed
08.00 Ruhani Khazaa'en: Quiz Programme ®
08.35 MTA Travel: The Island of Capri
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.442 ®
09.45 Indonesian Service: Friday Sermon
10.55 Children's Class: Lesson No. 162, First Part ®
11.25 Learning Chinese: Lesson No.243 ®
12.00 Tilawat, News
12.30 Bengali Shomprochar: Various Items
13.30 Rencontre Avec Les Francophones ®
14.30 Dars-e-Malfoozaat ®
14.40 MTA Travel ®
15.00 MTA USA: Around the Globe ®
16.00 Children's Class ®
16.30 Learning Chinese ®
16.55 German service
18.05 Tilawat
18.15 Rencontre Avec Les Francophones ®
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 442 ®
20.05 MTA Speech: Ata-ul-Mujeeb Rashed ®
21.05 Majlis-e-Irfan with Urdu speaking Friends
22.05 Ruhnani Khazaa'en: Quiz Programme ®
22.55 MTA USA: Around the Globe ®

Tuesday 8th January 2002

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00 Children's Corner: Yassarnal Quran Lesson No.27
01.20 Children's Class: with Huzoor Class No. 162, Part 2, Rec: 11.03.00
01.45 MTA Travel: A visit to Rome
02.00 Tarjumatul Quran Class: By Huzoor Lesson No. 229 Rec: 17/02/98
03.00 Medical Matters: How to treat common wounds.
03.35 Bengali Mulaaqaat: Rec: 15/02/00
04.25 Learning Languages: Le Francais C'est Facile Lesson No.27
04.50 Urdu Class with Huzoor: Lesson No. 329 Rec: 30.11.97
06.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00 Pushto Programme: F/S - Rec: 11.02.00 With Pushto Translation
07.55 Medical Matters: Childcare ® Produced by MTA Pakistan
08.15 MTA Travel: A visit to Pisa and Venice.
08.50 Urdu Class: Lesson No.329 ®
10.00 Indonesian Service: Various Programmes
11.10 Children'sCorner: Lesson No.27, ®
11.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.27 ®
12.05 Tilawat, News
12.35 Bengali Shomprochar: Various Items
13.35 Bengali Mulaaqaat: With Huzoor ®
14.25 Medical Matters ®
14.55 Tarjumatul-Qura'an Class ®
16.00 Children's Class: With Huzoor ®
16.25 Children's Corner ®
16.40 MTA Travel ®
16.55 German service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Lesson No. 27 ®
19.00 Urdu Class: Lesson No.329 ®
20.10 MTA Norway: Book reading Presented by Noor Ahmad Truls Bolstad Sb.
20.40 Bengali Mulaaqaat: With Huzoor ®
21.30 Medical Matters ®
21.50 Tarjumatul Quran Class: With Huzoor ®
22.50 MTA Travel ®
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No. 27 ®

Wednesday 9th January 2002

00.05 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
01.00 Children's Class: Hikaayaat-e-Shireen
01.10 Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau Items Produced by MTA Pakistan
01.40 MTA Lifestyle: Al - Maidah How to prepare Orange Jam
02.00 Tarjamatul-Qur'an Class: No. 230 Rec: 18/02/98
03.00 MTA Lifestyle: Perahan How to make wall hangings
03.30 Atfal Mulaaqaat with Huzoor. Rec: 01/12/00
04.30 Learning Languages: Urdu Asbaaq No.66
05.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.443
06.15 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
06.55 Swahili Programme: Darsul Hadith
07.55 MTA Lifestyle: Perahan ®
08.15 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
08.30 MTA Speech: Topic of Seerat An Nabi (saw)
09.00 Liqaa Ma'al Arab ®
10.00 Indonesian Service: Various Items
11.00 Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau ®
11.30 Urdu Asbaaq: Lesson No.66 ®
12.05 Tilawat, News
12.30 Bengali Shomprochar: Various Items
13.30 Atfal Mulaaqaat: With Huzoor ®
14.30 MTA Speech ®
15.00 Tarjumatul Qu'ran Class ®
16.00 Children's Corner ®
16.30 Learning Languages: Urdu Asbaaq ®
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Mulaaqaat
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 443 ®
20.30 Atfal Mulaaqaat: With Huzoor ®
21.25 MTA Speech: By MTA Pakistan ®
22.00 Tarjumatul Qu'ran Class ®
23.00 MTA Lifestyle: Al Ma'idah ®
23.20 Urdu Asbaaq: Lesson No.66 ®

Thursday 10th January 2002

00.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
00.50 Children's Class: Guldastah No.8
01.15 Children's Corner: Ba'it Bazi Production of MTA Pakistan
01.40 Homeopathy Class: Lesson No.56 Rec: 27.12.94
02.40 An introduction to the book 'Nooruddin' Production of MTA Pakistan.
03.30 Q/A Session: With Huzoor. Rec: 27/08/96
04.25 Learning Chinese: Lesson No.25 with Usman Chou Sb.
04.55 Urdu Class: Lesson No.330 Rec: 03.12.97
06.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
06.50 Sindhi Muzakarah: Discussion about Hadhrat Masih-e-Maud's (as) love for the Holy Prophet (saw).
07.45 An Introduction to the book 'Nooruddin' ®
08.35 Documentary: Safar Ham Nay Kiya
08.50 Urdu Class: Lesson No.330 ®
10.05 Indonesian Service: Various Items
11.00 Children's Corner: Guldastah No.8 ®
11.30 Learning Chinese: Lesson No.25 ®
12.05 Tilawat, News
12.30 Bengali Shromprochar: F/S Rec: 23.02.96
13.35 Q/A Session : With Huzoor ®
14.30 Dars Malfoozaat ®
14.55 Homeopathy Class: Lesson No.56 ®
15.55 Children's Corner: Guldastah No.8 ®
16.25 Learning Chinese: Lesson No.25 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 French Programme: Various Items
19.00 Urdu Class: Lesson No. 330 ®
20.05 Documentary: Safar Ham Nay Kiya ®
20.20 Q/A Session: With German Guests ®
21.15 Sang-e-Miel: Topic- Invention of the Bicycle
21.40 Homeopathy Class: Lesson No.56 ®
22.40 An Introduction of the book 'Nooruddin' ®
23.30 Learning Chinese: Lesson No.25 ®

Friday 11th January 2002

00.05 Tilawat, MTA News, Dars ul Hadith
00.40 Children's Corner: Class No. 1 Production of MTA Canada.
01.40 Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking Friends Rec: 31/03/00
02.35 MTA Sports: Annual Badminton Tournament
03.25 MTA Travel: 'A visit to Dhata Ganjbakhsh'
03.40 MTA Speech: By Hafiz Muzaffar Ahmad Sb. On the occasion of Jalsa Salana, Faisalabad.
04.15 Lajna Magazine: Prog. No. 28
04.55 Urdu Class: Lesson No. 331
06.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
06.40 Spanish Programme: F/ S – Rec: 21.09.01
07.30 MTA Sports ®
08.20 MTA Variety: 2nd Annual Unique Art Fair.
09.20 Urdu Class: Lesson No.331 ®
10.20 Indonesian Service: Various Items
10.50 Bengali Shomprochar: Various Items
11.20 Lajna Magazine ®
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, MTA News
13.00 Friday Sermon Live
14.00 MTA Travel ®
14.15 Majlis-e-Irfaan: With Huzoor ®
15.10 Friday Sermon ®
16.10 Children's Corner ®
16.55 German Service
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Aurore No.1
18.45 French Programme: Various Items
19.15 Urdu Class: Lesson No. 331 ®
20.20 Friday Sermon: By Hazoor ®
21.20 MTA Travel ®
21.35 Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking Friends ®
22.30 Lajna Magazine: Prog. No. 28 ®
23.10 MTA Sports ®

Saturday 12th January 2002

00.05 Tilawat, MTA News, Darsul Hadith
01.00 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Item No.1.
01.30 Kehkashan Programme: Hosted by Ameer Anjum Parveez Sb
02.00 Friday Sermon ®
03.00 Computers for Everyone: Part 136 Presented by Mansoor A. Nasir Sb
03.30 German Mulaaqaat: Rec: 02.01.02
04.30 Documetary: Safar Ham Nay Kiya
04.50 Liqaa Ma'al Arab: With Huzoor. Rec: 27.01.00
06.05 Tilawat, News, Darsul Hadith
07.00 MTA Mauritius: Children's Class.
08.0 Tabbarukat: Speaker Mau. Jalal-ud-Din Shams.
09.00 Liqaa Ma'al Arab ®
10.00 Indonesian Service: Various Items
11.00 Q/A Session with Huzoor: Rec: 22.12.96
11.30 Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau Item ®
12.05 Tilawat, MTA News
12.35 Bengali Shomprochar: Various Items
13.35 German Mulaaqaat: Rec: 02.01.02 ®
14.35 Computers for Everyone: Part 136 ®
15.05 Quiz Khutbat-e-Imam: From F/S - 14.04.00
15.55 Children's Class: By Huzoor Rec: 12.01.02
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 French Programme: Various Items
19.00 Liqaa Ma'al Arab ®
20.00 Arabic Programme: Extracts from Tafseer-ul-Kabir. No.48
20.30 German Mulaaqaat: Rec: 02.01.02 ®
21.30 Tabbarukat ®
22.30 Children's Class: By Huzoor ®
23.30 Q/A Session: With Huzoor ®

Sunday 13th January 2002

00.05 Tilawat, News, Seerat-un-Nabi (saw)
01.15 Children's Corner: Kudak No.32
01.30 Dars-ul-Quran: Lesson No.29 Rec: 25.02.95.
03.05 Hamari Kaenat: No.123
03.25 Mulaaqaat: With Young Lajna & Nasirat. Rec: 06.01.02.
04.35 Learning French: Lesson No.22
05.00 Urdu Class : Lesson No.332 Rec: 06.12.97
06.05 Tilawat, News, Seerat un Nabi (saw)
07.00 Dars-ul-Quran: Lesson No.29 ®
08.35 Chinese Programme: 'Islam Among Religions' – Pt 24
08.55 Urdu Class: Lesson No.332 ®
09.55 Indonesian Programme: Various Items
10.55 Children's Class by Huzoor – Rec: 12.01.02 ®
12.40 Bengla Shomprochar: Various Items
13.40 Mulaaqaat: Young Lajna & Nasirat ®
14.40 Hamari Kaenat: No.123 ®
15.10 Friday Sermon by Huzoor ®
16.10 Children's Corner: Kudak No. 32 ®
16.25 Le Francais C'est Facile Lesson No.22 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 English Programme
19.00 Urdu Class: Lesson No. 332 ®
20.00 Mulaaqaat: Young Lajna & Nasirat ®
21.00 Hamari Kaenat: No.123 ®
21.30 Dars-ul-Quran: No.29 ®
23.05 Documentary: Safar Ham Nay Kiya
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.22 ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8870 8517

Fax: (020) 8875 0249

Vol. 9 | Friday, January 04, 2002 | Issue No. 1

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

مسلمانانِ عالم پر عذاب مغضوبیت کا نہایت دردانگیز اور ہوشربا نقشہ

طالبان کے ذریعہ تحریک خلافت کے احیاء کے داعی اور پرجوش علمبردار ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے قلم سے:۔

''ہم سورۃ البقرہ کی آیت ۶۱ میں وارد شدہ الفاظ یعنی 'ان پر ذلت اور مسکنت تھوپ دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے' کو پڑھتے ہوئے اطمینان سے گزر جاتے ہیں اس لئے کہ یہ الفاظ یہودیوں کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔ لیکن اگر موجودہ حالات کا معروضی مطالعہ کیا جائے **تو اس وقت ان الفاظِ قرآنی کے مصداق کامل مسلمان ہیں نہ کہ یہود!۔** (واضح رہے کہ ذرا سی تقدیم و تاخیر کے ساتھ یہ مضمون سورۃ آل عمران کی آیت ۱۱۲ میں بھی وارد ہوا ہے) ۔اسی طرح سورۃ الفاتحہ کی آخری آیت کی تفسیر کے ضمن میں اس امر پر مفسرین کا تقریباً اجماع ہے کہ ﴿مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ﴾ کی عملی تفسیر یہود ہیں اور ﴿ضَآلِّیۡن﴾ کے مصداق نصاریٰ ہیں جبکہ واقعہ یہ ہے کہ مؤخر الذکر یعنی عیسائیوں کا گمراہ ہونا تو یقیناً اب بھی صد فی صد درست ہے لیکن **﴿مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ﴾ کی عملی تفسیر تو اس وقت یہود نہیں، مسلمان ہیں!۔**

ذرا غور فرمائیے کہ یہودی اس وقت پوری دنیا میں کل چودہ ملین یعنی لگ بھگ ڈیڑھ کروڑ ہیں جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم از کم تیرہ سو ملین یعنی ایک ارب تیس کروڑ ہے ۔گویا مسلمان یہودیوں سے تعداد میں تقریباً سو گنا زیادہ ہیں۔اس کے باوجود اس وقت کرۂ ارضی کی سیاسی قسمت بالفعل یہود کے ہاتھ میں ہے۔.............ہماری کیفیت اس وقت بالکل وہی ہے جس کا نقشہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ایک حدیث مبارک (رواہ احمد و ابوداؤدؓ عن ثوبانؓ) میں کھینچا تھا کہ ''مجھے اندیشہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ نہایت کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود تمہاری حیثیت سیلاب کے ریلے کے اوپر کے جھاگ سے زیادہ نہیں رہے گی''۔

ان ''لطیف'' حقائق پر مستزاد یہ تلخ واقعات تو نگاہوں کے عین سامنے موجود ہیں کہ مغرب ہو یا مشرق اس وقت ساری دنیا میں مسلمان شدید ترین مصائب و آلام سے دوچار ہیں۔.....ذلت و مسکنت کی یہ صورت بہ تمام و کمال موجود ہے کہ بین الاقوامی سطح پر نہ عزت ہے نہ وقار اور خود داخلی سطح پر بھی نہ حقیقی آزادی حاصل ہے نہ واقعی اختیار۔

..........سوا ارب سے زیادہ افراد پر مشتمل عالمی ملت اسلامیہ اس وقت بالفعل ''حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے'' کا نقشہ پیش کر رہی ہے۔ تو سوچئے کہ الفاظ قرآنی یعنی ''ان پر ذلت و مسکنت مسلط کر دی گئی ہے اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے'' اس کے مصداق اس وقت ہم نام نہاد مسلمان ہیں یا یہود؟

..........قرآن مجید میں بار بار نبی اکرم ﷺ سے کہلوایا گیا ہے کہ ''لوگو! جس بات کی تمہیں خبر دی جا رہی ہے یا نہیں عذاب کی وعید سنائی جا رہی ہے مَیں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا ابھی کچھ دُور ہے''۔(جیسے مثلاً سورۃ الانبیاء کی آیت ۱۰۹ میں اور سورۃ الجن کی آیت ۲۵ میں) اسی طرح نہیں کہا جا سکتا کہ عذاب استیصال کے ذریعے یہود کے خاتمے اور عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے غلبے کا ''انقلاب عظیم'' قریب آ چکا ہے یا ابھی کچھ دیر تک موجودہ صورت ہی برقرار رہے گی بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر چونکہ احادیث نبویہ ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ''اور کچھ روز فضاؤں سے لہو برسے گا'' کے مصداق ابھی موجودہ صورت حال مزید گھمبیر ہو گی اور امت مسلمہ پر عذاب الٰہی کے مزید اور شدید تر کوڑے برسیں گے ،لہٰذا ضروری ہے کہ موجودہ صورت حال کے اسباب اور قرآن کے فلسفہ عذاب کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تاکہ سورۃ الشوریٰ کی آیت ۳۰ یعنی اور جو مصیبت بھی تم پر نازل ہوتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کے باعث ہوتی ہے اور اللہ بہت سی کوتاہیوں سے گو در گزر بھی کرتا رہتا ہے'' کے مطابق یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جائے کہ یہ حالات و کیفیات۔

''اے بادِ صبا این ہمہ آوردہ تست''

کے مصداق ہماری اپنی بے عملی ہی نہیں بداعمالی کا نتیجہ ہیں......''۔

ڈاکٹر صاحب آخر پر لکھتے ہیں:

''اس وقت ہم بحیثیت امت عذاب الٰہی کی گرفت میں ہیں''۔

(روزنامہ 'دن' ۱۳/اکتوبر ۲۰۰۱ء صفحہ ۲ زیر عنوان ''ہیں آج کیوں ذلیل'')

☆......☆......☆......☆

دعا ''﴿غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡن﴾ کی عارفانہ اور حقیقت افروز تفسیر

مسیح دوراں ،امام الزماں، موعود اقوام عالم حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو جناب الٰہی کی طرف سے علم قرآن سکھلایا گیا۔ آپؑ کے رقم فرمودہ پُر از حقائق و معارف تفسیری نکات ہزاروں صفحات پر شائع شدہ ہیں اور کتاب اللہ کے بحر ناپیدا کنار اور ذوالمعارف اور زندہ کتاب ہونے پر شاہد ناطق ہیں۔ بطور نمونہ سورۃ فاتحہ کی دعا ﴿غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡن﴾ کی عارفانہ اور حقیقت افروز تفسیر کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

''چونکہ یہ امت مرحومہ ہے اور خدا نہیں چاہتا کہ ہلاک ہوں اس لئے اس نے یہ دعا ﴿غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ﴾ کی سکھلا دی اور اس کو قرآن میں نازل کیا اور قرآن اسی سے شروع ہوا اور یہ دعا مسلمانوں کی نمازوں میں داخل کر دی تا وہ کسی وقت سوچیں اور سمجھیں کہ کیوں ان کو یہود کی اس سیرت سے ڈرایا گیا جس سیرت کو یہود نے نہایت برے طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ظاہر کیا تھا۔ یہ بات صاف طور پر سمجھ آتی ہے کہ اس دعا میں جو سورۂ فاتحہ میں مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے فرقہ ﴿غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ﴾ سے مسلمانوں کو بظاہر کچھ بھی تعلق نہ تھا کیونکہ جبکہ قرآن شریف اور احادیث اور اتفاق علماء اسلام سے ثابت ہو گیا کہ مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ سے یہود مراد ہیں اور یہود بھی وہ جنہوں نے حضرت مسیح کو بہت ستایا اور دُکھ دیا تھا اور ان کا نام کافر اور لعنتی رکھا تھا اور ان کے قتل کرنے میں کچھ فرق نہیں کیا تھا اور توہین کو اُن کی مستورات تک پہنچا دیا تھا تو پھر مسلمانوں کو اس دُعا سے کیا تعلق تھا اور کیوں یہ دعا ان کو سکھلائی گئی۔ اب معلوم ہوا کہ یہ تعلق تھا کہ اس جگہ بھی پہلے مسیح کی مانند ایک مسیح آنے والا تھا اور مقدر تھا کہ اس کی بھی ویسی ہی توہین اور تکفیر ہو لہٰذا یہ دعا سکھلائی گئی جس کے معنے ہیں کہ اے خدا ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھ کہ ہم تیرے مسیح موعود کو دکھ دیں اور اس پر کفر کا فتویٰ لکھیں اور اس کو سزا دلانے کے لئے عدالتوں کی طرف کھینچیں اور اس کی پاک دامن اہل بیت کی توہین کریں اور اس پر طرح طرح کے بہتان لگائیں اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیں۔ غرض صاف ظاہر ہے کہ یہ دعا اسی لئے سکھلائی گئی کہ تا قوم کو اس یادداشت کے پرچہ کی طرح جس کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتے ہیں یا اپنی نشست گاہ کی دیوار پر لگاتے ہیں اس طرف توجہ دی جائے کہ تم میں بھی ایک مسیح موعود آنے والا ہے اور تم میں بھی وہ مادہ موجود ہے جو یہودیوں میں تھا۔ غرض اس آیت پر ایک محققانہ نظر کے ساتھ غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو دعا کے رنگ میں فرمائی گئی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حسب وعدہ ﴿کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ﴾۔(النور:۵۶)

آخری خلیفہ اس امت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں آئے گا اور ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے اور اس پر کفر کا فتویٰ لکھا جاوے اور اس کے قتل کے ارادے کئے جائیں اس لئے ترحم کے طور پر تمام مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی کہ تم خدا سے پناہ چاہو کہ تم ان یہودیوں کی طرح نہ بن جاؤ جنہوں نے موسوی سلسلہ کے مسیح موعود کو کافر ٹھہرایا تھا اور اس کی توہین کرتے تھے اور ان کو گالیاں دیتے تھے۔اور اس دعا میں صاف اشارہ ہے کہ تم پر بھی یہ وقت آنے والا ہے اور تم میں سے بھی بہتوں میں یہ مادہ موجود ہے۔ پس خبردار رہو اور دعا میں مشغول رہو تا ٹھوکر نہ کھاؤ اور اس آیت کا دوسرا فقرہ جو اَلضَّآلِّیۡن ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہمیں اے ہمارے پروردگار اس بات سے بھی بچا کہ ہم عیسائی بن جائیں۔ **یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ مسیح موعود ظاہر ہو گا عیسائیوں کا بہت زور ہو گا اور عیسائیت کی ضلالت ایک سیلاب کی طرح زمین پر پھیلے گی اور اس قدر طوفان ضلالت جوش مارے گا کہ بجز دعا کے اور کوئی چارہ نہ ہو گا** اور تثلیث کے واعظ اس قدر مکر کا جال پھیلائیں گے کہ قریب ہو گا کہ راستبازوں کو بھی گمراہ کریں ۔لہٰذا اس دعا کو بھی پہلی دعا کے ساتھ شامل کر دیا گیا اور اسی ضلالت کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ جب تم دجال کو دیکھو تو سورۃ الکہف کی پہلی آیتیں پڑھو''۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۷ تا ۷۲۔ طبع اول یکم ستمبر ۱۹۰۲ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقۡھُمۡ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقۡھُمۡ تَسۡحِیۡقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔